کتاب مطبوع طبع ہر عالی ہمت وطبیعت لیبنے
باہتمام راجی رحمت رب صمد ابوالحسنات قطب الدین احمد غفر له الله الصمد بار اول ماه ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے شاہد دل عزیز یہاں
ہو طوطیٔ خامہ چرب گفتار
منقار زباں سے خوش بیاں ہو
اوس اوج پہ نیزۂ قلم ہو
انداز نزاکت سخن سے
لکھے وہ بیاض نظم رنگین
تحریر کرے وہ خط گلزار
زعفران کے چمن سے ہو وہ باہم
نقشہ وہ بنائے اپنا رنگین
ہر سطر [illegible]
اعجاز رقم سے وہ سراپا
پیدا کرے رنگ سرمہ ہو
جو نقطہ ہو نور چشم جاں ہو

ہے حمد کا میرے بیکراں ساں
شیرینیٔ حمد سے شکر بار
ہر حرف ہزار داستاں ہو
ہو جس سے یہ ہمسری قلم کو
بالا رہی شاخ یاسمن سے
کاغذ ہو نگار خانۂ چین
بلبل ہو نثار جس پہ سو بار
وصلی سے رہی بہار توام
سطروں سے عیاں ہو خط نسرین
زلفوں کی طرح ہو پیچ سر کی
[illegible] میں ہے عصائے موسیٰ
حرفوں میں ہو روشنائی نور
مستانہ نگاہ [illegible]

دے میری زباں کو حمد خوانی
تکرار ثنا سے تیری اکثر
وہ رنگ بھرے کہ چشم بد دور
موزوں کرے وہ قد معانی
نقاش گل سخنوری ہو
رنگینیٔ نظم سے سراپا
اس رنگ رقم کا ڈھنگ آئے
ہو خط غبار سے زر افشاں
ہر ریشے سے ہو عیاں رگ گل
باسلسلہ حرف ہوں برابر
عیسیٰ کی زباں کی ہو کرامات
شیریں تر خط سے اسقدر ہو
ہر دم دم راستی بھری ہو

ہو جس سے بیان خوش بیانی
گر تار رہے حرف نیشکر پر
ہو جس میں سواد دیدۂ حور
شرمندہ ہو سرو بوستاں
شاخ گل تر سے ہمسری ہو
ہو چشم و چراغ بلبل
مانی کا قلم شکست کھا
غیرت زدہ ہو بہار [illegible]
ہر حرف میں ہو بیان [illegible]
موتی ہوں گندھے ہر اک [illegible]
بالا رہے اوسکی ہر جگہ بات
ہر پور میں لطف نیشکر ہو
سجدے میں ترے جھکا کرے وہ

ہر صفحہ پہ بعد حمد اکثر
لکھا کرے مدحت پیمبر

اے ساقی بزم حق پرستان
دے نور فروز شمع عرفان

دے رحم سے وہ شتر آحمر
جس میں ہو لطف آب کوثر

## نعت سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

وہ سرور خیل انبیا ہے
وہ راہ یقین کا پیشوا ہے

کون اوسکے سوا ہے صاحب تاج
حاصل ہے جسے فلک پہ معراج

[...]ہر شے سے فزون ہے اوسکی عزت
محبوب خدا ہے فی الحقیقت

یان قول تراب کا بجا ہے
احمد سے خدا نہین جدا ہے

القصہ نبی ہے فخر آدم
ہے جسکی صفت کتاب عالم

ہم بزم ہو ساقی ہوا خواہ
کرتا ہون بیان مدحت شاہ

[...]لی ہمت شہ زمن ہے
سردار قلمرو سخن ہے

## مدح بادشاہ جمجاہ واجد علیشاہ والی ہندوستان

[...]سلطان جہان جان عالم
واجد علیشاہ ہمسر جم

دی حق نے اوسکو عقل [...]
ہے چرخ سخنوری کا اختر

[...] جو سخنوری ہے
پیشانی پہ نور انوری ہے

ابرو ہے یہ جس خوش کمالی
زیبندہ ہے جلوہ ہلالی

[...]دیدہ خورشید ہے وہ چہرہ ہمایون
گویا ہے زمین پہ ماہ گردون

پیدا ہے جبین سے شان حیدر
عالم گیری ہے ختم اوس پر

[...] سے سکندری عیان ہے
دارا دربان شہ جہان ہے

بخشش سے جو حاتم زمان ہے
خورشید کی طرح زر فشان ہے

[...] ہوئی ہے وہ ہوا ہے گوہر افشان
پانی پانی ہے ابر نیسان

مصروف ہے بسکہ جانب داد
کرتے ہین دعا سب اوسے یاد

[...]سے زبون ہے شیر پُر زور
دہشت سے ہے گور بر لب گور

کیا دخل کہ مور سے ہو برہم
ہے سیل دمان کا ناک مین دم

[...]سے زبون جو بھیڑیا ہے
دُم اپنی دبا کے بھاگتا ہے

چیتے کو مجال کیا ہے ڈر سے
معذور ازل ہے خود کرے سے

[...]ور و دلیر استقامت ہے
بہرام فلک سے تیز تر ہے

صحرائے دغا کا ہے وہ ضیغم
لیتا نہین کوئی نام رستم

[...] اوس سے لکھنؤ ہے
جنت کا نمونہ چار سو ہے

اس خوبی کی کوٹھیان ہین تیار
گلزار جہان [...]

خوب بنا ہے باغ قیصر
شرمندہ ہے جس سے چرخ اخضر

آئینے نصب ہین اسقدر وان
ہوتی ہے جہان نگاہ حیران

[...] ہین ہر اک جگہ [...]
آویزہ دُر سے جھاڑ صدہا

فانوس مین وہ زیب شمع کافور
ہے جسمین بیاض گردن حور

وہ نقش و نگار ہین رنگ آگین
ہر در پہ ہے نگار خانہ چین

مخمل کی وہ زرنگار پردے
گل جسپہ فدا نزا اپنا کرے

[...]کس سے بیان صرف گوہر
ہر در پہ ہے موتیون کی جھالر

یہ ٹھاٹھ ہین میز و کرسیون کے
دل لیتے ہین جو فرنگیون کے

ہر بوٹے پہ ہے وہ نقش رنگین
دیکھا کرے گل بہار قالین

اس درجہ بچھے ہین فرش شفاف
مہتاب ہے جسکی چاندنی ہما

هر چار طرف نهال گلگون
مثل قد دلبران هین موزون

فوارهٔ حوض سے هر اک جا
ساون کی جھڑی کا هے تماشا

وه قصر جواهرین هین بنیاد
رشک چمن بهشت شداد

کس کسکی صفت کرون زبان سے
باهر هین کہین مری بیان سے

اس وصف کا جو یقین لاتے
دیوار و در اوسکی دیکھ آتے

اب وکن بیان کو اپنی راحت
بس چاهیے اس بیان کو فرصت

جبتک هے وجود ماه و ماهی
وه مهر منیر برج شاهی

تابنده رهے زمین پر هر روز
چمکا کرے صورت سحر روز

اے ساقی بزم نظم اشعار
دے مونس دلنواز و غمخوار

سرخوش مجھے لالہ گون سے کر دے
دامان سخن مین پهول بهر دے

مضمون دوباره پهر لکهون مین
اُردو سی سخن کو بهر دون مین

کیا مطبع دلکشا هے خرم
گلزار اوده بهار عالم

گلشن سے هے خوش هزار گونه
هے باغ ارم کا وه نمونه

## بیان سکونت خان ذیشان والا مرتبت عالی منزلت صاحب مطبع گلزار اوده لکھنو خدا بخش خان صاحب فرشته خو

هر جهتم اوسکا خوش بیان هے
فرزانه هزار داستان هے

رنگین طبع و ذکی سخندان
رشک گل و بلبل خوش الحان

جو اوسمین [illegible] هین
ذی فهم فصیح نکته دان هین

وه رکھتے هین خرد [illegible] هوش
آب و گل سے دوات پر جوش

پیدا هو قلم سے [illegible] گلفام
کیا ذکر که هو غبار کا نام

ریحان کی بهار هو نموار
توام هو قلم سے خط گلزار

هر صفحه جو تخته چمن هے
هر سطر مین لطف نسترن هے

شیرازی مین لطف گل عیان هے
جدول مین بهار گلستان هے

مشهور جهان هے جنکا اخلاص
مطبع کے وهی هین جهتم خاص

هین خان سے ملقب و شفا بخش
معروف بنارسی خدا بخش

شمع روشن هین دودمان کے
فرزند رشید چاند خان کے

پیر اونکے هین دستگیر اعظم
عبد السبحان قطب عالم

کیونکه نه کهون [illegible] خان ذیشان
هین وقت کے اپنے خانخانان

خوش خلقی سے هین جو روح پرور
گویا هین مسیح دم سراسر

همت سے [illegible] هین
هین زیب نگین خاتم دهر

کچھ روز سے لکھنؤ مین آکر
رنگ اپنا جمایا گل سے بهتر

فضل ایزد سے نامور هین
گلزار اوده مین جلوه گر هین

ذات اونکی هے جو خلیق از بس
اک هو گیا لکھنؤ بنارس

هین فضل خدا سے خوش اقبال
[illegible] کی زبان گر صفت مین لال

راحت نکر اب سخن سرائی
مشکور هے اونکی سب خدائی

اخلاق سے اونکے شادمان هے
مداح هے اونکا جو جهان هے

الله کرے مری دعا سے
محفوظ رهین وه هر بلا سے

## بیان سکونت مولف کا خطهٔ [illegible] کاکوری مین و تعریف حضرات درگاه شاه کاظم صاحب قدس الله سره العزیز و شرح اوصاف ارباب وطن

مشتاق بلاغت و فصاحت — عاصی بھگونت رای راحت
خوبی سے عجیب جانفزا ہے — گلزار اگر لکھون بجا ہے
جو اوسمین ہے حاتم زمان ہے — نیسان کی طرح گہر فشان ہے
فیض درگاہ شاہ کاظم — کر دیتا ہے جاہلون کو عالم
خورشید جمال و قطب عالم — یا بندۂ فیض اسم اعظم
ہین فضل و کمال مین زبس طاق — خورشید صفت ہین زیب آفاق
رکھتے ہین جو علم دین کا چرچا — سرمایۂ فیض ہین سراپا
ساقی مجھے کب سے ہے تمنا — ہونٹون سے لگاوے جام صہبا

کاکوری ہے مسکن دلاویز — مانند گل بہار زرریز
ارباب سخا سے ہے وہ معمور — محفوظ بلا سے چشم بد دور
ازبسکہ ہے قدر اہل فن کی — خوش آب ہے گوہر سخن کی
بالفظ علی جو فخر دین ہین — وہ شاہ تراب جانشین ہین
مولانا ہین گوہر یگانہ — حیدر علی عابد زمانہ
مولانا جو تقی علی ہین — عالم فاضل ذکی ولی ہین
اک خلق ہے کامیاب جنسے — جاری ہے رہ صواب انسے
مستی مین سناؤن عاشقانہ — وجہ تالیف این فسانہ

**سبب تالیف اس فسانہ رنگین کا کہ برکت صحبت و ہمنشینی صاحبان عالی ہمت سے اتفاق گلریزی سخن کا نہال قلم زرین رقم سے اوپر تختہ چمن زار کاغذ کے ہوا**

کیا خوب بتجمل و تفضل — ہین وہ نواب امام باغ کے گل
عالی گہر و خجستہ القاب — اک اچھی میان ہین ایک نواب
اور شیخ فدا حسین صاحب — کرتے تھے جو ذکر شعر ہر شب
ہر چند مین کہہ گیا ہون تکسیر — گزرا ہے جو کچھ نل و دمن پہ
گزری ہین قدیم کے جو شاعر — کیا اونسے کہیگا کوئی بہتر
بے موسم ابر و آب باری — دریا رہتے ہین روز جاری
ہمت کرتی ہے جتنی یاری — کہتے ہین وہ بھر یادگاری
دیکھے جو بدیدۂ حقیقت — وہ سمجھے یہ مثنوی غنیمت

جو لفظ حسن سے ہین مسمی — مقبول جہان ہی نام اونکا
سنتا تھا جو اونکی مین بانی — گلزار نسیم کی کہانی
خاطر کو مزہ ملا سخن کا — پھر ذوق مجھے ہوا سخن کا
سیری نہوئی پر ایسی فن سے — جی لگ گیا شاہد سخن سے
پر کسکی ہے دل مین ضبط اتنا — خاموش رہے جو شمع آسا
جو مست ہین فیض نکتہ دان سے — رکتے نہین وہ کبھی زبان سے
عالم مین جسے عزیز فن ہے — دیوانۂ شاہد سخن ہے
اے ساقی سرو قد دلارام — اکدم جو پلا شراب گلفام

**پیدا ہونا شاہد دلفریب کا ملک پنجاب مین و تعلیم ہو جانا اوس دلربا کا تھوڑے عرصے مین اور اختیار کرنا صحبت بھگت بازون کی بنیرنگی چرخ ناہنجار سے**

رنگین مین سناؤن وہ فسانہ — مسرور رہو جس سے اک زمانہ
کیا حظ دلنشین ہے پنجاب — جو ہے میزاب معدن آب
گلزار خنک برنگ تاثیر — ہے جسکی ہوا سے مہر کشمیر

جو بت ہیں یہاں وہ راہزن ہے
غارتگر شیخ و برہمن ہے
ہر در پہ ہے نور مہ جبینان
ہر گھر میں ہے جلوہ حسینان

ہر کوچہ میں سیر گلستان ہے
ہر جا پہ بہار گلرخان ہے
پیدا ہے وہان پہ حسن دلخواہ
ہر چہرہ لقا ہے غیرت ماہ

اوس خطۂ دلنشین کے اندر
درویش تھا اک خجستہ پیکر
تھی عقد مین اوسکے اک جمیلہ
خوش سیرت و نیک خو عقیلہ

قانون وفا سے تھی جو دمساز
تھی بزم طرب کی یار ہمراز
شیرین سخن تھی جو وفا کیش
تھا خنجر فرقت اوس کی دل ریش

حاصل تھا جو لطف نوجوانی
کٹتی تھی خوشی سے زندگانی
پہونچا پہونچا کے وقت پر آب
رکھتا تھا چمن کو اپنے سیراب

گزری کئی سال جب چمن مین
پیدا ہوا لطف نسترن مین
گل گل باد صبا سے ہوکر
پھولا نخل شگوفہ پرور

پورے ہوتے جبکہ نو مہینے
شادی کے عیان ہوئے قرینے
آیا جب دن وہ روز امید
نکلا برج حمل سے خورشید

بیٹا تھا جو نور کا وہ اختر
تھا مطلع خور کنار مادر
گردش سے زبس یہ چرخ ناساز
رہتا ہے ہمیشہ فتنہ پرداز

تھے چند برس کہ پرورش کر
گزری سر سے وہ سایہ گستر
گہوارۂ غم مین رہ گئے ہر روز
کرتا تھا وہ زندگی بسر روز

اک تو اوسے بیکسی کا تھا رنج
پھر اوس پہ ہوا یہ دوسرا رنج
گھبرا کے عذاب آسمان سے
درویش بھی چلدیا جہان سے

وہ قرۂ یتیم اشک پردہ
متعلق ہوا کچھ لوگون مین سپرد
سایہ تھا جو اوس پری کا پہ
پھرنے لگا دھوپ مین برابر

سے زر جو کمال تھا وہ بچے
ملتا تھا آپ و دانا اکثر
پاتا جو کہین سے گردہ نان
خوش ہوکے مناتا عید قربان

ملنا الٹیا ان خشک کا روز
اوس مہ کو ہلال عید تھا روز
رو دھو کے اسی طرح سے دن رات
کرتا تھا بسر وہ اپنی اوقات

جب سن ہوا اوسکا دس ہی کا
خوبی کا ستارہ خوب چمکا
تھا طرز جو اوسمین دلبری کا
شاہد ہوا نام اوس پری کا

پیدا ہوئے سیکڑون ہوا خواہ
یوسف کی ہوئی دوبارہ پھر چاہ
سنکر اوسے تنگدست وبے ساز
وارد ہوئے شہر مین شگفتہ باز

تھا تنگ وے پنجہ بس کہ زر سے
سو کھاتا تھا غم غذای تر سے
نزہا کے خوشی سے کھل گیا وقت
اوس عجل تبہ سے ملگیا وقت

غولون نے جو اوس کی کو پایا
سب اپنا فریب فن سکھایا
کچھ دن مین بنا کے آفت دہر
دکھلانے لگے اوسے ہر اک شہر

کرتا تھا وہ رقص جس جگہ پر
لٹتی تھی متاع دل سراسر
اک شہر مین ایک دن اجل اساز
پہونچا وہ گروہ فتنہ پرداز

فارغ ہوکر غم سفر سے
کھولا رخت سفر کمر سے
شاہد کا جو حسن تھا دل آویز
ہر کوچے مین ہوگیا بلاخیز

سونے نے اثر کیا دلون مین
چرچا گیا ساری محفلون مین
دیوانہ ترا ہوں ساقیا مین
اک عمر سے تجھ پہ ہوں فدا مین

## عاشق ہونا عزیز نامے پسر حاکم وقت کا

ورمے سے ذرا شرر دل کو
الفت نے کیا ہے چور دل کو

## سننے سراپای شاہد دلفریب و تصدق ہونا غائبانہ اوپر جمال جہان آرا اوسکے کے

دل اپنا جو مدعا طلب ہے
مسطور یہان جو ذکر شب ہے

روشن تھا ہر اک چراغ اختر
قندیل فلک تھا ماہ انور

چھٹکے تھے ستارے آسمان پر
عالم تھا عجیب کہکشان پر

دورِ مئے لعل چل رہا تھا
مستانہ ہر اک اوچھل رہا تھا

ہمدوش تھی شاہدان سے عشاق
جاری تھا زبان پہ ذکر اخلاق

پروانے کو سوز دل تھا حاصل
سرگرم وفا تھی شمع محفل

فارغ [illegible] دل سے اک جگہ پہ
بیٹھے تھے کئی جوان برابر

ہر ساز طرب وہان تھا موجود
آواز سرود و لحن داؤد

آئے وہ تھے ہجوم ہمنشینان
غارتگر دین اہل ایمان

وان ایک جوان خوش ہنرمند
تھا حاکم وقت کا جو فرزند

شمع محفل تھا سروری سے
سرخیل بتان تھا دلبری سے

تھا بسکہ عزیز دل سراسر
نام اوسکا عزیز تھا زبان پر

آل تھی جو طبع نوجوانی
مرغوب تھی عشق کی کہانی

یارون کی زبان سے بہر تسکین
سنتا تھا فسانہ ہائے رنگین

اس رات کو بھی یہ ذکر لایا
سوتے ہوئے فتنے کو جگایا

ایک اونمین جو شائق سخن تھا
دانا ہشیار اہل فن تھا

ظاہر تھا جو اوسپہ حال شاہد
چھیڑا ذکر جمال شاہد

کاے تازہ نہال باغ امید
وے گلبن نوبہار جاوید

تا چند بتان رفتگان سے
تکلیف سخن ہمین عبث ہے ایسے

آج ایک گروہ رقص سازان
آیا ہے یہان بہ ساز و سامان

کیا کیا او نہین یاد ہونگی
زنگی ہین کبھی کبھی فرنگی

تقلید کا پاس ہے جو سامان
کافر ہین کبھی کبھی مسلمان

ایک انمین ہے نوجوان خوش رو
جادو نگہے فریب آہو

شیرین لب طوطی شکر خا
شاہد نامے عزیز دلہا

کیا زلف سیہ ہے لیلۃ القدر
پیشانی صاف مطلع البدر

### سراپا

وہ نام خدا جبین ہے پر نور
پیدا ہے جہان تجلی طور

محراب حرم ہے طاق ابرو
لازم ہے طواف قبلہ رو

وہ آنکھ کہ جس سے ہوش ہو گم
آشوب جہان بلائے مردم

وہ چشم سیہ ہے ساغر مل
زاہد کا ہو جس سے دیکھکر قل

جاتی ہے جدھر نگاہ مخمور
کرتی ہے جگر کو زخم سے چور

کس طور ہرن شکار سے باز
پلکین ہین جواب پنجہ باز

پانی سے نہین ہین گہر گوش
ہے حسن ازل سے حلقہ در گوش

وہ موتیون سے ہین خوشنما تر
ہون جیسے بھرے صدف مین گوہر

رخسارون پہ ہے وہ رونق گل
قربان ہے ہزار جان سے بلبل

جو خال ہے روئے آتشین پر
ہے بہر نظر سپند مجمر

برسون جو کرے کتاب بینی
ہو دست ادا نہ وصف بینی

رخسارۂ آتشین پہ گویا
شمع روشن کی لو ہے پیدا

ہونٹ اوسکے اگرچہ بے سخن ہین
لعل یمنی پہ حرف زن ہین

ہے خندۂ گل سے خوش تبسم
بلبل سے فصیح ہے تکلم

دانتوں کی چمک ہی بسکہ روشن
ہین خندۂ لب سے برق خرمن

پیدا ہے لبوں سے کیا شکر خند
گویا کہ دہن ہے کوزۂ قند

ہونٹھونکی تلے چہ زنخدان
یوسف کے لیے ہی چاہ کنعان

وہ صاف بلوری ہے گردن
ہو جس سے بیاض صبح روشن

کیا دوش ہین آفت زمانہ
دلکش مطبوع دست و شانہ

سیمین دلکش فریب جادو
سانچے مین ڈھلے ہوے ہین بازو

رکھتا ہے سخن سے اب مراجی
نازک ہے صفت کلائیون کی

لکھنا دشوار ہے سردست
دل پر مرے بار ہے سردست

وہ صاف ہین گورے گورے پہونچے
مشکل ہے جہان نگاہ پہونچے

دلکش ہے وہ پنجۂ حنائی
ہم پنجۂ خور ہے یا صفائی

ناخن سے ہلال سرنگون ہے
سرخی سے جگر شفق کا خون ہے

ہے لطف حنا جو انگلیون پر
ہر پور پہ ہے خوشنما سراسر

آتی ہے بغل سے بو سمن کی
بے عطر ہے قدر پیرہن کی

سینے کو کمر تلک جو دیکھا
لوح صندل کا ہے تماشا

رکھتا ہے کمر وہ رشک گلزار
ہم رشتۂ جان بلبل زار

کی مین نے ہزار موشگافی
باریک تھی بس نظر نہ پہونچی

اب زیر کمر سے تا بہ زانو
بے شرمی ہے ذکر اوسکا بر رو

معیوب ہے یان پہ لب ہلانا
رسوائی کا ڈھول ہے بجانا

موزون ہی غرض ہر ایک اعضا
پتلا ہے وہ نور کا سراپا

یہ کہکے ہوا یہان وہ خاموش
وان ہو گیا ہوش دین فراموش

آنسو ہے جو حوض چشم تر سے
فوارۂ خون اوٹھے جگر سے

دیکھا تھا ابھی نہ روی قاتل
سنکر ہوا نام تیغ بسمل

ساقی مے لعل سے پلا دے
مستی مین رخ صنم دکھا دے

وہ دختر رز ہو دل کی طالب
ہو جاے جو محتسب پہ غالب

## دل دینا محتسب کا جمال زاہد فریب شاہد پر و شہر بدر ہونا اوس پری کا حکم حاکم شرع شریف سے اور پھر آنا اوسکا بموجب درخواست عزیز دل افگار کے

عاشق جو ہوا عزیز ناکام
کچھ دن مین خبر یہ ہو گئی عام

آیا گرمی پہ حسن شاہد
جلنے لگی اوس سے شیخ و زاہد

دشمن ہوی ساری اوس گلی کے
انداز نکالے ابتری کے

سمجھی کہ یہ شوخ فتنہ پرداز
ہے شرع متین کا رخنہ انداز

ٹھہرایا کہ محتسب ادھر جاے
فتنے کو نکالے شور و شر جاے

جس وقت چلا وہ گھر سے جوشان
بہر تنبیہ فتنہ کوشان

شور محشر بپا تھا ہر سو
سامان رہ قضا تھا ہر سو

جو ساتھ تھا مائل غضب تھا
بیرحمی سے در پئ شغب تھا

پہونچا آخر قدم اوٹھا کر
رفتہ رفتہ در صنم پر

دکھلا کے غضب سے چشم پرخون
توڑا ٹھوکر سے تار قانون

بیٹھے تھے جو سب رفیق دلبر
بھاگے لاحول کہکے یکسر

چھوڑا اوسی جا پہ ساز و سامان
زلفون کی طرح ہوے پریشان

جس دم ہوا تھا یہ ساز برہم
وہ شوخ تھا محو عیش اوس دم

آواز شکست ساز سنکر
جاگا اوٹھا برنگ چشم اختر

جلادی سی جو یک بیک جگا تھا
وہ تیغ نگہ کا کھایا چرکا
دل دیکھ قدم پہ سر جھکایا
دیکھا جو اوسی جنون سے ششدر
بولا کہ نہ پوچھ حال اسکا
القصہ جو محتسب پہ گزرا
تھا ذکر زبان سے جسکو پرہیز
وہ صدر نشین مسند دین
گھبرا کے اوسے بہت کیا تنگ
بولا کہ مجھے نہ کیجیے تنگ
وسعت تھی جہان تلک زبان مین
لایا نہ زبان پہ سوزش دل
جل اوٹھا یہ سنکے حاکم شہر
گرد اوسکے ہجوم اسقدر تھا
تھا شعلہ صفت اگرچہ سوزان
کرتا تھا ہزار داد بیداد
اکسنے آخر کو طیش کھا کر
تھا حسن سے پر وہ آفت دہر
اچھا نہین ہے قیام اسکا
غولون کی طرح سے تھے جو بد مست
تھی بسکہ اوسے دلی محبت

آنکھون مین لہو بھرا ہوا تھا
دل ہو گیا چور محتسب کا
پایا بے کو سجدہ گہ بنایا
پوچھا شاہد نے کای خرد ور
مطلب کو مین اپنے خوب پہونچا
قاضی تلک اوسکا حال پہونچا
شیشے کی طرح ہوا ہے لبریز
وہ تاج سر قضا و تمکین
کای دشمن دین عدو نے فرہنگ
تقدیر سے چاہیے نہین جنگ
شکوے سے کمی نکی بیان مین
سنتا رہا مثل شمع محفل
روشن ہوئی صاف آتش ہجر
گویا ہالہ مین وہ قمر تھا
خاکستر عجز پر تھا غلطان
سنتا تھا نہ کوئی اوسکی فریاد
ڈالا ہاتھ اوسکی آستین پر
تنگ آ گیا اوس سے حاکم شہر
آشوب جہان ہے نام اسکا
نے ظلم سے کی کمی بسر دست
برباد دی اپنی تاب طاقت

دیکھا سوے محتسب جو یکبار
دیکھ اوس بت نوجوان کی شوخی
جاتا رہا ہوش و دین سراسر
سر پر مرے آپکا قدم ہے
بگڑا جو ترا یہ ساز و سامان
یعنے کہ وہ ظرف خوبی آب
رہتے ہین جو اس سے رات دن پاک
بولا کہ یہ پھیر ہو گیا کیا
سچ کہہ بخدا یہ کفر ہے کیا
قاضی نے جو پایا اوسکو لاچار
اس معرکہ مین عزیز دلجو
شکوے سے یہ اوسنے بھر دئیے کان
جس گھر مین تھا پر اوس ہی کا مسکن
روتا تھا وہ زار زار ہرچند
زلفون کی طرح سے وہ سراسر
ہرچند دکھائے کیسہ زر
قبضے مین کر اپنے ہاتھ اوسکا
بولا کہ اسے ابھی نکالو
سایہ کی طرح سے ہو کے ہمراہ
اب حال نہ پوچھیے کچھ اسکا
پتھر پہ سر اپنا مارتا تھا

قانون کے سب تلف کیے تار
شیخی گئی بھول محتسب کی
غالب ہوئی بیخودی خرد پر
مطلب سے ہے یا فقط کرم ہے
پچھتاتا ہون سخت مین پشیمان
مستی سے ہوا خم مے ناب
جاتے تھے نہین زیر سایہ تاک
کعبے مین رہا جو دخل ترسا
مسجود جو تو بتون کو سمجھا
حاکم سے کیا یہ جا کے اظہار
تھا گرچہ بدرکار زیب پہلو
جاتا رہا روکنے کا امکان
وان ہو گئی فوج برق خرمن
پر ظلم سے مدعی تھی بند
پڑتا تھا ہر ایک کے قدم پر
بازہ آے نہ پر وہ کینہ پرور
حاضر کیا بار عام مین لا
اس سخت بلا کو سر سے ٹالو
لیکر چلے اوس پری کو بدخواہ
اوس یار عزیز پر جو گزرا
شاہد شاہد پکارتا تھا

پوشیدہ رہ زبانے ہوا خواہ
بھیجا یہ پیام اوس نے کماہ

پھر کر سکا میں گرم جوشی
مہر لب ہو گئی خموشی

باقی نہیں اب وہ شور و شر ہے
قاضی کا نہ محتسب کا ڈر ہے

مانند گل شگفتہ خوشدل
صحرا سے ہوا چمن میں داخل

کوتاہ ہوئی زبان دشمن
باقی نہ رہا نشان دشمن

میں شرم سے تھا جو مجبور
لایا نہ زبان پہ راز مستور

پھر آ کے مرا عزیز جان ہو
آرامش جان ناتوان ہو

وہ رشک چمن تھا بسکہ یکرنگ
یاد اوسکو تھی جہان کے نیرنگ

جس وقت ہوئے سب اس سے آگاہ
مہمان عزیز آج ہے راہ

ساقی دے مجھے شراب گلفام
ہمدوش ہوا ہے شاہد کام

## بسمل ہو جانا عزیز کا رقص شاہد دلآرام سے محفل میں و نصیحت کرنا واسطے ترک صحبت بھگت بازون کے

محفل میں بہار جشن جم ہو
رنگینی سے گلشن ارم ہو

اک روز شب سیہ جب آئی
تاریکی شب جہان میں چھائی

مغرب ہے خوابگاہ خورشید
پیدا ہوئی شکل شام امید

گردون پہ جلے چراغ اختر
روشن ہوئی گھر میں شمع انور

نیچے جو بہم ستارہ و ماہ
شاہد کی ہوئی عزیز کو چاہ

آراستہ کر کے جشن جم کو
پیغام طلب دیا صنم کو

دامن کی بنت تھی بسکہ زرریز
بجلی سے چمک میں تھی جھمک تیز

جس وقت لگائی اوسنے ٹھوکر
محفل کو لٹا دیا سراسر

کافر تھی وہ گھنگرو کی جھنکار
دل پاؤن پہ لوٹتا تھا ہر بار

بجلی کی چمک تھی مسکرانا
دامن سے غضب تھا منہ چھپانا

وہ ناز دکھائے دلبری کے
ہوش اوڑ گئے دیکھ کر پری کے

لایا غم دل سے لب پہ فریاد
کہا اے جان عزیز دے مری داد

آ بیٹھ ذرا کہ حسن تیرا
وجہ غم دل ہوا ہے میرا

آباد کر اب دل عزیزان
خاطر میں نہ کچھ غم رقیبان

تو باغ جہان کا ہے گل تر
برباد نہ پھر برنگ صرصر

عاشق کی سنی جو اوسنے گفتار
لایا لب دل پہ حرف اقرار

ثابت ہوئی روشنی قمر کی
پروین کو ملی لڑی گہر کی

ٹھہرا کے خوشی کی دلنشین تقریب
دی بزم طرب کی اوسنے ترتیب

بن ٹھن کے وہ اس طرح سے آیا
عاشق پہ ہوا پری کا سایا

منظور جو تھا نظارۂ رقص
شاہد سے کیا اشارۂ رقص

بل کھاتی تھی رقص میں جو محبوب
رہ جاتے تھے تھام کر جگر سب

آفت تھی گھڑی ادا بتانا
شور محشر تھا بیٹھ جانا

بالا تھا سب آفتوں سے قامت
برپا تھی نگاہ سے قیامت

القصہ جما وہ رنگ محفل
دیوانہ ہوا عزیز بیدل

میں دل سے ہوا ہوں کشتۂ ناز
اک دم تو مرا ہو یار دمساز

اس پیشۂ بد سے کر حذر تو
آوارہ پھر اب نہ در بدر تو

یہ قوم ہے بے ادب تبہ کار
بے شرم و زبان دراز عیار

میں دل سے ہوا ہوں رام تیرا
اقبال مرا غلام تیرا

پر شرم و حیا سے منہ چھپائے
ظاہر میں اوسنے لب ہلائے

تھی غیر جو راز کی تلاشی
در پردہ سہی زبان خراشی
گردون پہ جب آیا مہر انور
نظروں سے نہاں ہوے سب اختر

وہ رشک غزال صید انداز
یعنے شاہد کرشمہ پرداز
رنگین نئی پھر بدل کے پوشاک
بیٹھا لب فرش جا کے چالاک

تھا جلوہ سے بسکہ شمع محفل
پروانہ ہوا عزیز بیدل
دیکھ اوسکا لباس شاہدانہ
کرنے لگا سوز عاشقانہ

یہ شعلہ اوٹھا کدھر سے افسوس
آئی یہ بلا کدھر سے افسوس
یہ تیغ نگہ لگائی کسنے
گردن پہ چھری چلائی کسنے

صدمہ یہ دیا ہے کسنے دل پر
شیشے پہ گرا کہاں سے پتھر
دل لیکے یہ کسنے دشمنی کی
گھر بیٹھے یہ کسنے رہزنی کی

آفت رگ جان پہ کی ہے کسنے
نشتر کی خلش یہ دی ہے کسنے

## غزل

یہ کسنے دیا چھری کا چرکا
تھمتا ہی نہیں لہو جگر کا
رو دیتا ہے جو کہ دیکھتا ہے
یہ حال بتر ہے چشم تر کا

عاشق کو سنا کے اے گل تر
دیکھیگا نہ منہ کبھی ثمر کا
جز تلخی غم مزا نپایا
یہ عشق ثمر ہے کس شجر کا

راحت سے ملو گئے لگا تو
دھڑکا تو مٹے کہیں جگر کا

افسانۂ درد جب سنایا
وہ غنچہ بستہ مسکرایا
کام اپنا کیا لب و زبان نے
بخشا اثر و فا فغان نے

بدلا ہے الم کا طور ساقی
آیا ہے خوشی کا دور ساقی
ہم بزم ہے شاہد سمن بر
چلتا رہے دور سے برابر

## آرام ہونا اوس بت دلفریب کا سننے قصۂ شاہ گدا سے ساتھ عزیز کے اور چھوڑ دینا رفاقت بھگت بازون کی تلقین عاشق جانباز سے

اک دن کہین اک رفیق غمخوار
تھا اوسکا جو صید تو گرفتار
بلبل کی طرح اوٹھا کے انداز
اوس گل سے ہوا فسانہ پرداز

[illegible] رخ بریں کے چہرہ پُرنور
سُن اگلے زمانے کا یہ مذکور
تھا ایک حسین شاہ کنعان
آرائش تختگاہ کنعان

یہ حسن میں بے نظیر تھا وہ
رشک بدر منیر تھا وہ
خوبی میں ہوا وہ جیسے نامی
یوسف کو ملا خط غلامی

رکھتا تھا جو حسن خوشنما وہ
خوبی سے عزیز مصر تھا وہ

## سراپا

دلکش تھی وہ زلف عنبر آگین
برباد تھا جس سے نافۂ چین
صدقے تھا مہ فلک جبین پر
خورشید فلک تھا رخ انور

ابرو تھی کمان بلا کی نخچیر
پلکوں سے عیان تھی کاوش تیر
آنکھوں سے خراب تر تھے آہو
پیدا تھا نظر سے عین جادو

کانون میں عجب تھی آبداری
ہوتی تھی گہر کو شرمساری
چہرے کا جمال تھا نرالا
بجلی سے کہیں چمک تھی بالا

بینی یہ عجب تھا عالم نور
روشن تھی حرم میں شمع کافور
کیا خوب تھے خوشنما خط و خال
پایا نہ کبھی تھا قد نے اقبال

کس درجہ لطیف تھے لب شکر بار
عناب دوای جان بیمار

سب تنگ تھے عقدۂ دہان سے
تشبیہ بجا تھی لامکان سے

حاصل تھی زبس شکر دہانی
مشکل تھا تکلم زبانی

تھا غرق چہ ذقن مین ہر دل
ہاروت کو تھا وہ چاہ بابل

پر لطف گلے مین تھا وہ چندان
ہوتی تھی نمود سرخی پان

تھا رشک سمن وہ سیم اندام
پیدا تھا بغل سے نقرۂ خام

ساعد کا جو دیکھتا تھا عالم
دل دیتا تھا ہاتھ سے اوسی دم

زیبا تھے وہ پنجۂ حنائی
کھولی تھی شفق کی خوشنمائی

سینے سے کمر سے تا کف پا
موزون تھی سب اوسکے اور اعضا

یہ شعلۂ آتشین تھا وہ خاک
یہ جلوۂ برق وہ تھا خاشاک

یہ ابر چمن وہ شبنم
یہ شاخ سمن وہ نخل ماتم

یہ نخل سمن وہ بید مجنون
یہ لالۂ باغ وہ جگر خون

یہ میوۂ تر وہ حنظل غم
یہ قند دہن وہ تلخی سم

یہ نور وہ داغ سینۂ ماہ
یہ شعلہ وہ دود آتش آہ

یہ ماہ فلک وہ داغ ماہی
یہ خور وہ چراغ صبحگاہی

یہ روح روان وہ قالب خاک
یہ راحت جان وہ دل غمناک

یہ معدن سیم و زر وہ بے زر
یہ لعل گران بہا وہ پتھر

یہ جام جہان نما وہ کم ظرف
یہ ساغر مے وہ جام بے حرف

یہ پستہ دہن وہ پوست بادام
یہ لطف لب و زبان وہ ناکام

یہ آب حیات وہ گل چاہ
یہ خضر رہ وفا وہ گمراہ

یہ میوۂ نخل باغ امید
وہ دست جنون کا بے ثمر بید

مرتے تھے ہوس مین جسکی خوبان
ہوتے تھے ہزار جان سے قربان

شہرہ تھا یہ پستۂ دہن کا
کنعان مین تھا شور مصر برپا

دانت اوسکے یہ غیرت گہر تھے
ہیرے کی کنی سے صاف تر تھے

گردن تھی وہ رشک گردن حور
ہر شیشۂ مے تھا شرم سے چور

زلفون کی طرح سے شانہ و دوش
خوبی سے تھی اور آفت ہوش

بازو پہ جو دل بندھے تھے یکسر
صد گونہ جلا تھی نور تن پر

پہونچا تھا ہر جگہ یہ شہرہ
آفت تھی کلائیون سے برپا

ناخن تھے ہلال عید گویا
ہر دل کو تھی دید کی تمنا

تھا شاہ جو کشور ادا کا
منظور نظر تھا اک گدا کا

یہ شاہ جہان وہ اک گدا تھا
یہ تخت نشین وہ خاک پا تھا

یہ غیرت گل وہ خار دامان
یہ سرو چمن وہ بید لرزان

یہ روئے گل چمن وہ بے رنگ
یہ غنچۂ بستہ وہ بجان تنگ

یہ خنجر برق دم وہ بیتاب
یہ پارۂ مہر اور وہ سیماب

یہ مہر فلک وہ ذرۂ خاک
یہ دستۂ گل وہ مشت خاشاک

یہ سرمہ وہ خاک کوچۂ راہ
یہ شعلۂ کوہ طور وہ کاہ

یہ پایۂ زر و سنگ میزان
یہ مال گران وہ جنس ارزان

یہ سیم بدن وہ جسم پر خاک
یہ بوئے گلاب وہ عرقناک

یہ جان جہان وہ جان ناشاد
یہ رشک پری وہ آدمی زاد

یہ بخت بلند وہ نگون بخت
یہ تخت نشین وہ پایۂ تخت

یہ سبزۂ باغ نوجوانی
وہ برگ فسردۂ خزانی

یہ صحن چمن بہار پرور
وہ کوچۂ دشت خار پرور

یہ موج نسیم صحن گلزار
یہ خندۂ لب سے جلوۂ گل
یہ شیشۂ گل عزیز ہر دل
یہ نغمہ سرائے بزم شادی
یہ مالک تاج و صاحب زر
یہ مہر منیر صبح عالم
یہ عیسیٰ چرخ جان نوازی
یہ جلوہ فروز شمع کافور
یہ اختر چرخ سربلندی
یہ چشمۂ آب زندگانی
یہ گوہر شب چراغ بے دود
یہ گوہر آبدار دریا
یہ غازۂ روئے نونہالان
یہ سرمۂ چشم نازنینان
یہ تکمۂ کسوت شہانہ
یہ نوک مژہ سے چنگل باز
یہ طوطی خوش زبان نکوفال
یہ رشک غزال چین و تاتار
یہ شاہسوار آسمان گرد
با اینہمہ شان شوکت و جاہ
الفت سے برنگ سرمۂ طور

وہ باد سموم دشت ادبار
وہ نالۂ غم سے شور بلبل
وہ لالۂ دشت داغ بر دل
وہ نالہ ساز نامرادی
وہ طالع خفتہ و بد اختر
وہ سوز چراغ شام ماتم
وہ کشتۂ تیغ بے نیازی
وہ درد سر چراغ بے نور
وہ خاک رہ نیازمندی
وہ تودۂ خاک بے نشانی
وہ ریزۂ سنگ سودۂ بے سود
وہ خار و خس کنار دریا
وہ موئے سر شکستہ حالان
وہ خار نگاہ نکتہ چینان
وہ چاک لباس عاشقانہ
وہ طائر پر شکستہ جانباز
وہ غنچۂ بے سخن زبان لال
وہ وحشی کوہسار ادبار
وہ زار پیادۂ جہان گرد
تھا دل سے فقیر دوست وہ شاہ
کرتا تھا کبھی نہ آنکھ سے دور

یہ رنگ حنائی دست اقبال
یہ گوہر گوش حشمت و جاہ
یہ رنگ شراب ارغوانی
یہ موج صفائے آب گوہر
یہ بادۂ صاف جام عشرت
یہ زیب سریر شہریاری
یہ درد دل و جگر کا ارمان
یہ صاحب دولت خوش اقبال
یہ شعلہ برق آسمانی
یہ رشک پری [illegible]
یہ جوہر تیغ اصفہانی
یہ عنبر موئے زلف خوبان
یہ صندل [illegible] جبینان
یہ بند قبائے دلستانی
یہ رشک پری فریب مردم
یہ مرہم داغ سینہ چاکان
یہ طرۂ صاف زیب دستار
یہ عمر حسین و شوخ و طرار
یہ حور جنان فریب انسان
دیتا تھا خوشی سے گرد رہ کو ہم
کی اوس نے جیون شکر فشانی

وہ برگ خزان فسردہ پامال
وہ شبنم دوش سبزۂ راہ
وہ زردیٔ رنگ زعفرانی
وہ قطرۂ اشک دیدۂ تر
وہ دُرد تہ غم مصیبت
وہ نقش حصیر خاکساری
وہ رنج کش بلائے حرمان
وہ خاک [illegible] بے پروائی
وہ [illegible] بے نشانی
وہ [illegible]
وہ خاک [illegible]
وہ [illegible] پریشان
وہ [illegible] پیمان
وہ رشتۂ خرقۂ گدائی
وہ مردم ناتوان خرد گم
وہ سوز و گداز دردناکان
وہ پارۂ دلق تار بے تار
وہ کندۂ ناتراش بیکار
وہ وحشی دل شکستہ حیران
شعلہ کی طرح سے [illegible] ہم
دل ہو گیا اوس کی [illegible]

بولا کہ مرا بھی ایک ہے یار
بہتر ہے کہ اوسکا یار ہوں میں
وہ جان دے میں کروں عداوت
کی آگے کمال عذر خواہی
یکبار ہوا جو یون شکر بار
اب بہر خدا مجھے نہ ترسا
ہر چند اوسے سب رفیق عیار
دکھلا کے فلک نے اپنا نیرنگ
جگ اونکا بندھا ہوا جو کچھ تھا
پھر اونپہ عجب طرح حال گزرا
یہ غم سے ہوا [illegible]
کس کس کی کروں بیان تباہی
کرتا ہے الم جگر خراشی
کیا خلق کی ہے دو رنگ بنیاد
نیرنگ جہان کھلا ہوا ہے
ہر گل کے ورق ہے پریشان
پیتا ہے کوئی شراب گلفام
حاصل ہے کسیکو شربت قند
رہتا ہے کوئی وطن میں خوشحال
خوبی سے کوئی ہے شہرہ عام
سنتا ہے کوئی فسانۂ عشق

مختار لب و دہان دل افگار
قانون وفا کا تار ہوں میں
وہ مجھپہ مرے کرو نہیں غفلت
کاسے کشتۂ تیغ کم نگاہی
پھولا گل گل وہ عاشق زار
آبیٹھ نہ کر فساد برپا
دم دیکے اوبھارتے تھی ہر بار
بدلا جو سکا اوسہی رنگ
کھانا پینا ہر اک کا چھوٹا
سازوں پہ بھی غم کمال گزرا
لکھاتا تھا شکست چنگ ہر بار
دیتی تھی لب بیان گواہی

عاشق ہے مرے لب و دہن کا
یہ سب ہے خلاف پاک بازی
یہ کہکے خوشی سے بے تامل
دل خوش ہے مرا تری وفا سے
بولا کہ ترے کرم کے قربان
یہ سنکے برنگ دل وہ دلبر
پر وہ نہ کسیکے دم میں آیا
عالم میں بساط وہ بچھائی
نیرنگ فلک سے وہ جہان گرد
نالان تھے زبس خراش غم سے
قانون و سرود پر جو گزرا
وحشت جام شراب ناب ساقی

یوسف ہے مرے چہ ذقن کا
میں اوس سے کروں جو بے نیازی
پہونچا وہ برنگ نکہت گل
درگزرا میں قوم بیحیا سے
حاضر ہے ترے لیے دل و جان
بیٹھا پہلو میں مسکرا کر
سب لوگونکو راستہ بتایا
اک ایک سے ہو گئی جدائی
آبیٹھے گھروں میں صورت نرد
اوٹھتی تھی صدائے درد دم سے
آتا نہیں وہ بیان میں اصلا
الدم کی نہیں ہے تاب باقی
کچھ ذہن کری تو ہی غم تراشی
ویران ہے کہیں کہیں ہے آباد
سلطان ہے کوئی کوئی گدا ہے
روتا ہے کوئی برنگ شبنم
عریان ہے کوئی برنگ مجنون
پیتا ہے کوئی لہو جگر کا
اشکون سے کوئی ہے ابر گریان
حسرت سے کوئی ہے مرغ بسمل
ماتم سے کوئی ہے نوحہ پرداز

تتار ہونا غمزہ کا زرومال سے اور پر شاہد کے وچھپانا اوسکا مکان کے نشان میں نکل جانا ساتھ شاہد کے خستہ اندازی خواجہ سرائی ناہموار سے

کس گل کا گیا زمانہ یکسان
مرتا ہے کوئی بحسرت جام
پانی کا کوئی ہے آرزومند
غربت میں کوئی ہے غم سے پامال
سودے سے کوئی ہے رند بدنام
بھرتا ہے کوئی ترانۂ عشق

ہنستا ہے کوئی خوشی سے ہر دم
پہنے ہے کوئی قبائے گلگون
شائق ہے کوئی غذائے تر کا
ہونٹھوں سے کوئی ہے برق خندان
ابرو سے کوئی ہے تیغ قاتل
شادی سے کوئی ہے نغمہ ساز

خوبی سے کوئی ہی شمع محفل — پروانہ صفت کوئی ہی بیدل

حاصل ہے کسیکو بالشِ پر — سر رکھتا ہے کوئی سنگ در پر

طاقت سی کوئی ہی شیر پُرزور — ہی ضعف سی کوئی زندہ در گور

پھولا ہے چمن کسی جگہ پر — کانٹون کا ہے بن کسی جگہ پر

بے لطفی سے نمکدہ ہے یہ باغ — ہر گل مین ہے رنگ لالہ پر داغ

حاصل ہے اوسیکو عیش لاریب — محبوب ہے جسکا شاہدِ غیب

اس بحر مین زور ہے بلا کا — تھمتا نہین پانون آشنا کا

اوس بت کو جو یار ایزا پایا — سر سجدۂ شکر مین جھکایا

الماس وعقیق ولعل وگوہر — نیلم فیروزہ نقد و زیور

الماس تراش جام بلور — ہمچشم حباب چشمۂ نور

بس خیمہ و پردہ ہای روشن — پروردۂ صد بہار گلشن

فیلان دمان واسپ زرین — آراستہ با عماری و زرین

بس حُسن فروش نو کنیزان — رشکِ گل و نرگسِ گلستان

بولا کہ حقیقت اسکی کیا ہے — یان جان عزیز تک فدا ہے

آبادی مین تھا جو خوف اعدا — جنگل مین کیا گھر ایک تیار

دروازہ ہر کا مُنہ تھا اسقدر تنگ — باریکی سی جسکی تھی نظر تنگ

ظاہر تھا خراب گرچہ گھر کا — پوشیدہ مگر تھا گنج زر کا

ہر چند تھی ملازمان دمساز — ظاہر نہوا کسی پہ یہ راز

کی عشق نے کسکی رازداری — کس پر نہ پڑی ہی گرد خواری

کرتا ہے ستم سے اور ہر جا — اکدن مین ہزار فتنہ برپا

کس دل کو ملا نہ داغ اس سے — کسکا نہ بجھا چراغ اس سے

مستی سے اوچھل رہا ہے کوئی — پتھر کے تلے دبا ہے کوئی

مخمل ہے کسی کا بسترِ خواب — کانٹا نہین کوئی پڑا ہی بیتاب

مسند یہ کوئی ہے شاد و خرسند — ہے خاکِ عدم سے کوئی پیوند

گلزار اگرچہ یہ مکان ہے — پر خار خلش سے تو امان ہے

القصہ کوئی نہین ہے بیغم — ہر سرو پہ ہے نشان ماتم

الفت سی جو مائل بتان ہے — چین اوسکو بھلا کہان یہان ہے

دولت ہے عوض حسن کی جو حاصل — شادی سے بڑھا عزیز کا دل

خاطر سے ہوا نثار استا — گھر بار لٹا دیا سب اپنا

کلغی سر پیچ و خلعتِ زر — شمشیر و سپر نشان و افسر

مندیل و قبا و تاج زرین — صد جامۂ نو چو ابر آگین

پشمینہ و زعفران کشمیر — گلگونہ و تازہ عود تاثیر

بس تازہ غلام رشک شمشاد — با قد سہی چو سرو آزاد

دیکھا اوسے سب ساز و سامان — مثل گل تر ہوا زر افشان

بس دیکھے زر و متاع مرغوب — اوس گل کو نہال کر دیا خوب

پائی تھی عجب طرح سے بنیاد — باہر سے اوجاڑ اندر آباد

دیوارونکی بے نشان تھی آثار — اندیشے کا وان گذر تھا دشوار

نظرون سی یہان چمن بنایا — اوس شکل حسن کو وان بسایا

چھپکر کبھی خود وہان پہ جاتا — تنہا کبھی یا اوسے بلاتا

جانسوز جہان یہ بربلا ہے — مشک آج تلک کہین چھپا ہے

کسکو نہین آگ مین جلایا — کسکو نہین خاک مین ملایا

کس باغ کو کر دیا نہ ویران — کس گل کا جلا نہ گلشن جان

مہندی کی طرح کسی نہ پیسا
پامال کیا لہو نہ کسکا

ہر چند عزیز دل مین خوش تھا
پر خوف پدر سے رنج کش تھا

رکھتا تھا وہ عہد تھا رت
لا کھون کیے تھے گھر اوسنے غارت

دانتون سے زبسکہ بے نشان تھا
مُنہ اوسکا سیاہ دیگدان تھا

تھا مایۂ درد و غم جہان مین
نامردی سے تھا علم جہان مین

اگاہ ہوا جو اوس خبر سے
احوال پسر کہا پدر سے

جا جلد عزیز کی خبر لے
قابو مین متاع رفتہ کر لے

کچھ دن جو رہیگا وہ اسی طور
ہو جائیگا یا نکا اور ہی طور

حاکم سے خبر یہ کیا سنا ئی
بارود مین آگ پھر لگا ئی

پھر فوج برنگ باد صرصر
بھیجی سو مسکن ستمبر

اوسوقت عزیز دل گرفتہ
سوتا تھا برنگ بخت خفتہ

لشکر کا ہجوم ہر طرف ہے
بربادی کی دھوم ہر طرف ہے

ابتر تھا شب سیہ سے وہ روز
کیون ہووے نہ عاشق غم اندوز

جی سے کبھی ہاتھ دھوکے یکبار
کرتا تھا پدر سے عزم پیکار

بیدل کبھی ہوکے مثل سیماب
ہوتا تھا تپ دروں سے بیتاب

ہر دم یونہین جی کھیلتا تھا
سو طرح کے رنج جھیلتا تھا

یارب نہ کسی کا یار چھوٹے
اس غم سے کسی کا دل نہ ٹوٹے

تھا تیر الم کا جو نشانہ
جانان کی طرف ہوا روانہ

ہر دم غم و درد سے تہ نامی
لیتا تھا قدم قدم سلامی

آلودۂ خاک تھا تن پاک
تھا سر پہ بجائے تاج خاشاک

آہون کی یہ تھی علم جلو مین
دیکھی ہون کسی نے کم جلو مین

مجنون کی اسی نے جان لے لی
جانبر ہوئی اسی سے لیلی

فرصت نہ دی آخرش قضا نے
پائی خبر ایک بیحیا نے

پیری مین مثال پیر گردون
تھا پشت خمیدہ وہ پر افسون

ظاہر مین تھا صورت بلا وہ
نے مرد نہ زن تھا بیحیا وہ

شاہد کا پتا جو اوسنے پایا
بارود مین شعلہ کو لگایا

یعنے کہ وہ ابتلک ہے پنہان
قاضی تھا ستم سے جسکے نالان

موجود جو کچھ تھا نقد و زیور
سب اوسنے لٹا دیا ہے اوس پر

دن رات قلق سے روئیگا تو
لڑکے سے بھی ہاتھ دھوئیگا تو

جل بھن کے ہوا کباب فی الفور
اک پل مین ہوا کچھ اور کا اور

گلشن سے برنگ نکہت گل
اوس گل کو نکالا نے تامل

چونکا وہ تھا جو شور و شر یکبار
دیکھا تو ہوا ہے فتنہ بیدار

اوس مہ کو وطن مین جو نہ پایا
آنکھون کے تلے اندھیرا چھایا

گرمی ہوئی غم کی شعلہ افروز
دل مین اوٹھی آتش دب سوز

آنکھون سے کبھی لہو بہاتا
کانٹون کو گل چمن بناتا

ہو کر کبھی زندگی کا دشمن
تلوار سے کاٹتا تھا گردن

القصہ نہ گھر مین تھم سکے پانون
بستر پہ نہ غم سے جم سکے پانون

عاشق کو بلا ہے رنج دوری
سامان قضا ہے رنج دوری

تنہا نہ چلا تھا وہ شہنشاہ
رکھتا تھا سپاہ غم کی ہمراہ

خاکستر رہ تھی کسوت تن
صد چاک قبا و تا بہ دامن

چلتی تھی جو باد تند ہر جا
اک تخت رواں تھی گرد صحرا

سالار چمن تھا بسکہ غمخوار
رہتا تھا ہر ایک دشت مین یار

پھرتا تھا جو گرد باد جیکر
جلتا تھا اندھیری رات مین جب
تھا ملک جنون کا وہ جو سلطان
گرتی پڑتی سنبھلتی اوٹھتی
بیٹھا مسند پہ جب سحر کو
ہر دم نور بصر تھا اوسکو
جانے کی خبر سنی جو اکبار
سب گرچہ عقیل و باہنر تھے
تقریر مین گو شکر بیان تھے
مطلق ہوا کارگر نہ ہرگز
نکلا جو نہ کام کچھ زبان سے
دل مین بھرا ہی جوش طوفان
ڈرتا ہوں کہ پھر لکھوں مین اسدم
ڈرتا ہون کہ جوش نزدِ غم سی
کاغذ سے کہین نہ حرف دھو جائے
پیدا ہوا جوش بیقراری
ڈرتا تھا جو روکے صبح کو شام
حیران تھا کہ اوسکو پاؤن کیونکر
ہر اک نے بقدر فکر و تدبیر
پایا تھا کلِ وفا سے قالب
دیتا تھا مریض کو شفا وہ

پھرتا تھا برنگ چتر بر سر
آہ سوزان تھی مشعل شب
موجود تھا سلطنت کا سامان
پہونچا آخر کو پاس اوسکے
پہونچی خبر یہ پدر کو
یوسف سے عزیز تر تھا اوسکو
آنکھوں کو کیا تعلق ہی خوبان
پردہ روزن سے بیخبر تھے
زخمون پہ ولے نمک فشان تھے
دیوانہ ہوا خبر نہ ہرگز
محروم وہ سب پھرے وہان سے

چھالوں سے ٹپک رہا تھا جو خون
پانی کا نہ شائق نمد تھا
مایوس ہوے تھے اسقدر خار
غم کھو کے وصال دلستان سے
فرزند نہ دوسرا تھا دلبند
کس طرح نہ ہو پدر کو مطلوب
بیتاب ہے دل سے مضطرب ہو
واقف نہ تھی نام عاشقی سے
تھے بسکہ نصیحتوں کے پابند
سودا ے جنون فزون ہوا اور
ساقی نہ دکھا اب انتظاری

کانٹون مین بچھا تھا فرش گلگون
خونناب جگر سے مدعا تھا
پاتا تھا ہر اک قدم پہ آزار
لی راہ سفر کی پھر وہان سے
تھا ایک ہی عزیز فرزند
تھا حسن سے نور چشم یعقوب
دوڑا دیے لوگ جستجو کو
ہے پی تھی نہ جام عاشقی سے
کھولے گئی یار نہ قید بند
ان باتوں سے آگ جنون ہوا اور
کھو دے ہے غمِ پھر خماری

## اضطراب کرنا پدر عزیز کا جدائی فرزند سے و بھیجنا قاصد کو واسطے عذر خواہی کے پاس شاہ کے و درخواست کرنا عزیز کا واسطے سوگند نامہ کے قاصد سے

یہ تختہ نہ غرق آب ہو جائے
آنسو ہوے چشم تر سے جاری
آنکھیں ہوئی تھیں سپید بادام
دم دیکے اوسے بلاؤن کیونکر
اپنی اپنی سنائی تقریر
ہر روح روان تھی اوسکی طالب
گویا کہ مسیح وقت تھا وہ

جسوقت پھر آئی وہ نمک خوار
یوسف جو ہوا تھا گم نظر سے
جس دن سے ہوا تھا آنکھ سے دور
اک روز کہی جوان ہشیار
ایک او نمین تھا بس عزیز ہر دل
آرام تھا بہر جان غمگین
فطرت سے ارسطو زمان تھا

گرداب ہے خون غمِ عزیزان
گم کردہ نور چشم کا غم
آنسو نہیں کہین قلم سے
ناکردہ مطلب طلبگار
یعقوب بنا تھا چشم تر سے
نرگس کی طرح تھا فتابے نور
الجھا کیے پھر شورہ کار
مرد دیرینہ سال عاقل
بیمار کو تھا دوائی تسکین
دانائی سے شہر جہان تھا

آئینہ صفت تھا صاف جی کا
ہوتا نہ غبار دل کسی کا

کرتا تھا وہ معنی و فاصل
ہوتی تھا جگر پہ جس سی صیقل

حاصل وہ لطف خوش کلامی
تھا بلبل بوستان سے نامی

شیرین سخنی سے تھا وہ گویا
گویا کہ تھا طوطی شکرخا

سُن سن کے ہر ایک کی کہانی
کی اوسنے بھی یون شکرفشانی

شاہد سے اگر عزیز دلگیر
با ہم رہے مثل شکر و شیر

تلخی غم ہجر کی نکل جاے
شیرینی سے ذائقہ بدل جاے

آجاے اگر وہ سرو یکتا
ہرگز نہو کچھ فساد برپا

یو آئے جو راہ راستی سے
آئیگا عزیز بھی خوشی سے

تھی اوسکی جو گفتگو دلاویز
شیرین نمکین صلاح آمیز

دیکر اوسے آشتی کا پیغام
بھیجا سوے منزل دلارام

جلدی رہ شوق مین چلا وہ
مانند صبا ہوا ہوا وہ

یوسف کو جو پایا کاروان مین
جان آگئی جسم ناتوان مین

جب گل کو مخاطب اوسنے پایا
بلبل کا پیام یون سنایا

کائی رنگ بہار صحن گلزار
وے رشک چمن گل وفادار

غارت ہوے تجھسے سیکڑون گھر
ہر شہر مین اک بپا ہے محشر

جلدی کری آکے دستگیری
ہو جا مرا تو عصاے پیری

اے گل نہ خطا پہ کر نظر تو
آجلد برنگ جان ادھر تو

سینے سے نہ اب جدا کرونگا
بلوا کے نہ پھر دغا کرونگا

آنکھون سے تجھے لگاؤنگا مین
پتلی کی جگہ بٹھاؤنگا مین

یا مر نہ خراب و دربدر ہو
پھر آکے چراغ گنج زر ہو

قاصد نے سنایا جب یہ پیغام
یون طیش سے بولا وہ دلارام

کیا دیکھے مری ہے آشنائی
کسواسطے مین کرون صفائی

ہے اور کسی کو اپنا گھربار
یہ لطف نہین ہے مجکو درکار

رکھتا ہو عزیز کی اگر چاہ
بیٹھا ہے وہ دیکھے سر راہ

لے جاوے گھر مین پیار سے تو
رکھ باز مجھے شکاے سے تو

پھرنے پہ مرے اگر ہے اصرار
حاضر ہون مجھے نہین ہے انکار

شیرینی سے پھر کیے یون لب کام
پھر غنچہ دہن بنا وہ گلفام

تقریر سے روک لی زبان جب
قاصد سے کہا عزیز نے تب

کائی سبک خجستہ پے دلارام
مانا مین نے ترا یہ پیغام

کیا تجھسے کہون مصیبت اپنی
قابو مین نہین طبیعت اپنی

جو باپ نے مجھسے کی نکوئی
دشمن سے کریگا یون نہ کوئی

پیغام پہ دون مین کس طرح دل
کیون رنج کرون دوبارہ حاصل

ہو راستی پر جو مثل خامہ
لکھ بھیجے تب وہ مجکو عہدنامہ

مضمون قسم لکھا ہو اوسمین
سوگند سر وفا ہو اوسمین

کی اوسنے جو گفتگو بے رنج
خوش ہوگیا سنکے وہ سخن سنج

مطلب کو پہونچ گیا سراپا
پانون کو بنایا سیل دریا

مانند صبا چمن مین آیا
بلبل سے پیام گل سنایا

جلدی سے اوٹھا کے اوسنے خامہ
لکھا خوش ہوکے عہدنامہ

ساقی ہو خوشی سے زیب محفل
مطلب ہو اخر دونون کا حاصل

شادی سے کھلی گل چمن بھر
الجھا ہوی سوسن و سمن بھر

**بھیجنا پدر عزیز کا سوگند نامہ کو پاس شاہد و**

کای میوهٔ باغ زندگانی
اے نور نگاہ چشم مردم
اے گوہر تاج شہریاری
سوگند جمال شاہد غیب
سوگند سواد شام گیسو
سوگند سواد خط مشکین
سوگند سواد کشور دل
سوگند سواد لالہ باغ
سوگند سواد چشم دلدار
سوگند سیاہی شب ماہ
سوگند سواد ابر گریان
سوگند ضیای روی روشن
سوگند قضاے آسمانی
سوگند کمان ابروی یار
سوگند نگاہ چشم اختر
سوگند شعاع شعلہ طور
سوگند خراش زخم بلبل
سوگند کرشمہ حسینان
سوگند بہار شیشہ گل
سوگند جفای لعل شیرین
سوگند جفای سخت دوری

## عزیز کی پھر آنا اور انکا شگفتگی خاطر سے وطن کے

وی جلوهٔ ماہ زیب انجم
وے زیب سریر کامگاری
سوگند کمال شاہد غیب
سوگند سواد خال ابرو
سوگند سواد نافہ چین
سوگند سواد چاہ بابل
سوگند سواد دیدهٔ داغ
سوگند سواد مردم مار
سوگند سپیدی سحرگاہ
سوگند شعاع برق خرمن
سوگند نسیم صحن گلشن
سوگند بلاے ناگہانی
سوگند لب خدنگ خونخوار
سوگند شعاع مہر انور
سوگند فروغ شمع کافور
سوگند بہار خندهٔ گل
سوگند ادای نازنینان
سوگند ترانہ ہای قلقل
سوگند بلاے حسن نمکین
سوگند بلاکش جبوری

اے مہر لقا بماند اختر
اے خاتم دست بختیاری
سوگند محبت عزیزان
سوگند سواد دیدهٔ حور
سوگند سواد چشم آہو
سوگند سواد حرف قرآن
سوگند سواد چشم طاؤس
سوگند سواد شام ہجران
سوگند سواد دود آتش
سوگند سواد داغ مہتاب
سوگند عذاب بیقراری
سوگند کباب شعلہ دیده
سوگند صفای آب شمشیر
سوگند تراش ناخن یار
سوگند طواف کعبہ رو
سوگند سر شکستہ حالان
سوگند جمال دلفریبان
سوگند جفای بے نیازان
سوگند نواے نالہ دل
سوگند اسیر دام گیسو

وی نوگل گلشن جوانی
وے کوکب اوج چرخ اخضر
وے نقش نگین نامداری
سوگند صداقت عزیزان
سوگند سواد سرمہ طور
سوگند سواد چشم جادو
سوگند سواد آب حیوان
سوگند سواد باغ فردوس
سوگند سواد زلف خوبان
سوگند فروغ شمع سرکش
سوگند نگاہ چشم پُرخواب
سوگند ملال انتظاری
سوگند بخاک و خون طپیده
سوگند کمال خاک اکسیر
سوگند ہلال چرخ دوار
سوگند سجود طاق ابرو
سوگند شکست زلف خوبان
سوگند جنون ناشکیبان
سوگند تب جگر گدازان
سوگند صدای حلق بسمل
سوگند شہید تیغ ابرو

دیدے کرو آگے مہر درخشن
تم میوۂ نخل آرزو ہو
تم راحت جان انس و جان ہو
تم قند لبی سے شربت جام
تم خاتم عیش کے نگین ہو
تم مہر منیر غیرت حور
تم گوہر صاف بے بہا ہو
تم روح روان ہو تن آن قالب
نقارہ بجا کے دوستی کا
تم ساتھ مری ہو زندگی تک
یہ کہا وفا جو کچھ لکھا تھا
وہ پیک بھی گیا سلیقہ سے تھا
نامہ کو پڑھا عزیز نے جب
سر گرمی سے استقبال کو آن
دروازۂ شہر پر جب آئے
وہ چشم و چراغ نور دیدہ
وہ شوخ بھی دوڑ کر برابر
آنکھوں سے ہر ایک کو لگایا
ای جان جہان پلا وہ صہبا
حاصل تھا جو لطف عیش دن رات
بولا یہ پدر عزیز اک دن

گھر اپنا بناؤ رشک گلشن
گلزار ہوس کے رنگ و بو ہو
آسیب زیان سے برکران ہو
مین قطرۂ خون خلق ناکام
تم نقش وفا ہو دلنشین ہو
مین ذرۂ ناتوان ہون بے نور
دریاے وفا مین آشنا ہو
مطلوب تمھین ہو مین ہون طالب
روشن کرو نام عاشقی کا
سمجھو نگہ عزیز جیتے جی تک
پتھر کی لکیر سے سوا ہے
سینے مین ہوا تھا بند جو تھا
کھل اٹھا خوشی سے غنچۂ لب
اک برق تھا اک ابر باران
تعظیم کے واسطے سب آئے
وہ میوۂ نخل نو دمیدہ
پابوس ہوا ادب سے جھک کر
پہلو مین برنگ دل بٹھایا

تم مردم چشم نور دیدہ
تم درد جگر کے ہو دوا ساتھ
مین صرصر گلشن خزان ہون
تم باد چمن شمیم پرور
تم ابر کرم ہو ماہ منزل
مین بحر الم مین نیم جان ہون
مین مور ضعیف تم سلیمان
آ جاؤ ادھر کرو نہ تکرار
اس قول و قسم کو راست جانو
جس تن سے گئی ہو جی لگا ہے
طومار قسم کا لکھ کر اس طور
جلدی سے پہونچ کے جا دیا خط
بیداد و ستم سے ہو کے
رخسارۂ صاف کے سپر راہ
دیکھا جو پسر کا روئے پُر نور
قدمون پہ گرا مثال سایہ
آئے جو نظر وہ ماہ و خورشید
جلد آ مرے ساقی شکر لب

## جانا شاہد کا واسطے تحصیل ہنر کے مکتب مین بموجب ایماے پدر عزیز کے

یہ ماہ ابھی بہت ہے کم سن
موزون کیا ہی طبع چالاک

مین دیدۂ بر رہ رسیدہ
تم مرہم زخم ہو خدا ساز
بی برگ ہون خار بوستان ہون
مین صرصر دشت خاک بر سر
مین خرمن غم ہون برق حاصل
اک عمر سے کٹتے گران ہے
تم خوان کرم ہو مین ہون مہمان
چھیڑے گا کوئی نہ تمکو زنہار
لو آؤ چلے برا نہ مانو
شاہد مری قول کا خدا ہے
قاصد کو کیا روانہ فی الفور
شاہد نے لپک کے لے لیا خط
باہم پڑھتے وہ دونون شاد
ثابت تجھے زمین پہ
بولا یہ پدر کہ چشم بد دور
مر قبا کے رو برو چھپا
روشن ہوئی اوس کی چشم
شاہد ہے بہار بزم مکتب
ہو جس سے فروغ عقل
کشتی تھی ہنسی خوشی مین
ہو اسکا درست فہم ادراک

کچھ دنکو کرے یہ حرف خوانی ‌ ‌ حاصل ہو مذاق نکتہ دانی
لازم ہے سخن کی اس سے تکرار ‌ ‌ ہو جسمین ہے سادہ لوح ہشیار

تحصیل ہنر ہے عین بہتر ‌ ‌ انسان کے لیے ہی حسن زیور
کم ہوتی ہے بے ہنر کی توقیر ‌ ‌ جوہر ہے یہ آبروی شمشیر

مانند سرشک چشم تر سے ‌ ‌ گرتا ہے ہر ایک کی نظر سے
موجود نہین ہے جسمین یہ شے ‌ ‌ آئینہ زنگ خوردہ وہ ہے

جو نخل جہان مین بے ثمر ہے ‌ ‌ رنج دل و خار ہر نظر ہے
جس ہاتھ مین فیض کچھ نہین ہے ‌ ‌ بے لطف ہر خالی آستین ہے

جس گل مین نہ رنگ و بو ہی پیدا ‌ ‌ کانٹو نسے وہ خار ہے زیادا
جو جام شراب سے ہے خالی ‌ ‌ عالم مین ہے ظرف لاابالی

جس شیشے مین رنگ مے نہین ہے ‌ ‌ شیشہ نہین وہ دل حزین ہے
آراستہ عقل سے جو تھا وہ ‌ ‌ تجویز پدر سے خوش ہوا وہ

شاہد سے کہا کہ اے دلارام ‌ ‌ ہے حسن سے گرچہ شہرہ عام
ہو صرف ہنر جو تھوڑی اوقات ‌ ‌ حاصل ہو کمال طفلی بات

چرچا کرے علم کا تو بہتر ‌ ‌ آئینہ دل کو ہے یہ جوہر
عاقل کو اسی کی جستجو ہے ‌ ‌ گوہر ہے [illegible] کی آبرو ہے

رتبہ ہے جمال سے پری کا ‌ ‌ جوہر ہے کمال آدمی کا
خواہان جو ہوا غرض اس طور ‌ ‌ شاہد نے کیا [illegible] فی الفور

بے ساختہ ہنسکے مثل گل جب ‌ ‌ خوبی سے ہوا بہار مکتب
دیکھ اوس گل تر کا روی خندان ‌ ‌ ہر طفل نے چھیڑ دی گلستان

سکتا تھا سکوت مین زبان تھی ‌ ‌ بے لطف بہار بوستان تھی
صورت سے ہوے جو اوسکی حیران ‌ ‌ مطلق نہ رہا خیال قرآن

گنجفہ کی طرح ہو کے ابتر ‌ ‌ سب زیر و زبر ہوا برابر
بیٹھا تھا جہان یہ وہ بیٹھا ‌ ‌ تھا کچھ نہ خیال پیش و پس کا

تھا حسن جو اوسکا غارت ہوش ‌ ‌ آموختہ بھی ہوا فراموش
بیگانہ تھا اسقدر سبق سے ‌ ‌ مطلق نہ تھا آشنا ورق سے

آنکھین تھین نہ لب فریب مردم ‌ ‌ استاد کی عقل ہو گئی گم
جس وقت کہا کہ ای خوش آواز ‌ ‌ ہو حق گر زبان سے آغاز

وہ بعثت ہند آفت ہوش ‌ ‌ کچھ دم رہا مثل غنچہ خاموش
بارے ہوا آشنا سخن سے ‌ ‌ گر [illegible] دہن سے

اوس گل مین جو تھی بہار دانش ‌ ‌ سرتا بہ قدم عیار دانش
کچھ دن مین ہوا وہ شوخ چالاک ‌ ‌ چپکا جی خون [illegible]

اک روز غنیمت سخندان ‌ ‌ گزرا کہین جانب بستان
نالہ کیا شوق دل سے اکبار ‌ ‌ کای حسن فروش جان خریدار

شوخی سے مین صحبت آشنا ہون ‌ ‌ سیپارہ دل کو بیچتا ہون
وہ یوسف مصر جاہ اخلاص ‌ ‌ وہ کوچہ نور راہ اخلاص

اخلاق دلی سے پیش آیا ‌ ‌ ہاتھوں سے بقصد ادب اوٹھایا
پوچھا کہو مول کیا یہ بولا ‌ ‌ ہے ایک نگاہ مول اسکا

بولا کچھ کیم کہو اجی واہ ‌ ‌ بولا کہ کبھی کبھی سر راہ
مرتا ہون خماری سے ساقی ‌ ‌ دے بھر کے شراب باقی

جی جاتا ہے جسم ناتوان ہے ‌ ‌ جاتا ہے وہ پھول گلستان سے

جانا شاہد کا واسطے سیر پنجاب کے وگریہ

کس پر تشنگی ہے دل لگاؤن
جاتی ہے یہ اپنی جان بیتاب
گردن کو کٹا سے زیر خنجر
معشوقون کا اعتبار کیا ہے
جب چاہا ہنسا دیا کسیکو
جب چاہا بنے مسیح خصلت
کب کہنا کسی کا مانتے ہین
چرچا باتون کا ہو رہا تھا
ہر وقت غم وطن جگر پر
کس رنج سے حیج کر لہو کو
نقرون سے چھپاتی تھی [illegible]
پر کہہ نہ سکتا تھا [illegible]
دل میرا کبھی نہ توڑتی تھی
کیونکر نہ رہو مین غم سے دلگیر
ہے تیرہ زبسکہ شام فرقت
[illegible] مجبوری
[illegible]
آخر یہ کہا کہ اے سمنبر
فرقت کو اگر کرون گوارا
جب دیکھونگا تجھسے خالی گھر مین
جس دن سے گیا تھا ماہ کنعان
جلد آئیگا تو کہے جو اقرار

## وزاری کرنا عزیز کا وقت رخصت کے

رکھتا ہی وہ شوخ عزم پنجاب
عاشق نہ مگر ہو جو شتان پر
یہ قوم کی قوم بیوفا ہے
جب چاہا رولا دیا کسیکو
جب چاہا بنے ستم کی صورت
جی لینا ثواب جانتے ہین
اوس غنچہ دہن کا منہ کھلا تھا
دیتا ہے مجھے خراش نشتر
سیچا تھا نہال آرزو کو
رکھتی تھی سپند آگ پر روز
ناکام تھی لذت زبان سے
اکدم نہ اکیلا چھوڑتی تھی
مجھسے نہ ہوا ادا حق شیر
پیغام قضا ہے نام فرقت
نے دل کو تھی تاب رنج دوری
پھرتی ہے چھری مرے گلے پر
شیشے پہ گراؤن سنگ خارا
ٹکراؤنگا سنگ در سے سر مین
یعقوب کو گم ہوا تھا زندان
ہے مجکو قبول چار ناچار

بگڑی ہے ہوا مری چمن کی
مجروح کو چاہیے کنارہ
دل کسکا نہیں لیا دغا کر
جب چاہا کسی کا دل بڑھایا
کرتا ہے جو چاہ اپنی اظہار
اک دن محفل مین شاد و خرم
بولا یہ عزیز سے کہ اے یار
یاد آتا ہے جب کنار مادر
رکھتی تھی بچا کے آفتون سے
ہر دم مری عارضے کے ڈر سے
رو رو اوٹھتا تھا مین کبھی جو اکبار
سو جاتا تھا مین کبھی جو دم بھر
رخصت سے برائے گریہ امید
سنتے ہی اوڑ گئے عزیز کے ہوش
نے پاس صنم سے کھلکے اکبار
رخصت کی اگر نہ دون اجازت
ہو جائیگا غم سے دل مرا چور
تنہائی سے ہر گھڑی لب دور
خوشبو جو نہ پیرہن کی پاتا
تھی اسکے عزیز خاطر یار

کس حور لقا کے پاس جاؤن
دکھلائے جنون راہ بن کی
جیتا نہیں چاندنی کا مارا
مارا نہ کسی کو ٹھاکر ٹھاکر
جب چاہا کسی کا جی گھٹایا
کرتے مین دماغ اوس سے ہر بار
بیٹھے تھے وہ دونون یار باہم
مین کس سے کرون غم اپنا اظہار
اک سانپ سا لوٹتا ہے دل پر
پالا تھا ہزار منتون سے
عاجز تھی غذائے گرم و تر سے
ہو جاتی تھی درد دل سے بیمار
منہ دیکھتی تھی مرا برابر
ہون صبح وطن کا اپنے خورشید
یکسر ہوا غم سے خود فراموش
کر سکتا تھا کچھ زبان سے انکار
حاصل ہو تجھے عتاب کلفت
تن مین نہ رہیگی جان مہجور
کاٹے گا مجھے برنگ اژدر
ہر دشت مین خاک غم اوڑاتا
شاہد نے کیا خوشی سے اقرار

وان درد فراق سے تھا دل سست
یان عزم سفر پہ تھی کمر چست

پٹکا وہ کمر پہ زرفشان تھا
منظور نگاہ کہکشان تھا

موے کمر صنم سے یکسر
تلوار کے کھل گئے تھے جوہر

گلگون توسن جو زیر ران تھا
باد سحری سے ہمعنان تھا

رنگین تھا وہ دستہ غلامان
گلدستہ باغ تھا پشیمان

سب خیمہ و فرش و ساز و سامان
دامان نگہ پہ تھا گل افشان

تیار ادھر تھی یون سواری
آنکھون سے ادھر لہو تھا جاری

وہ خندۂ لب سے گلفشان تھا
یہ دیدۂ تر سے خون چکان تھا

وہ گل تھا ادھر سوار توسن
یہ غم سے بنا تھا گرد دامن

کرتا کبھی نالۂ جرس وار
روتا کبھی مثل ابر کہسار

کرتا کبھی عزم جان فشانی
کرتا کبھی قصد ہمعنانی

لیتا کبھی شوق سے وہ شیدا
مانند رکاب بوسۂ پا

رو کر کبھی درد دل سے اکبار
دھوتا تھا غبار دامن یار

وہ رہ روِ منزل محبت
یعنے شاہد [illegible]

ہر بار دکھا کے لطف کامل
دیتا تھا اوسے تسلی دل

کہتا تھا کہ ہو اتنا حیران
آ و نگاہ مین جلد [illegible] جانان

بیکل بہ رنگ برق بیتاب
لی گرم روی سے راہ پنجاب

یا ہم رہا جب تلک نظر سے
آنسو نہ تھمے ذرا ادھر سے

آنکھون سے جو چھپ گیا وہ خورشید
بیدم ہوا غمسے ہو کے نومید

اکدم نہ اوٹھایا خاک سے سر
نقش پا بن گیا زمین پر

موجود تھے جو رفیق دمساز
ہمدرد و شفیق دوست ہمراز

دم ڈیکے بن سکا جہانتک
لے آئے کشان کشان مکان تک

وہ درد ہو ساقیا شتابی
بھر دے مے عیش سے گلابی

ساغر کو بنا کے کشتئ آب
ہو راہ نما بسوے پنجاب

## مضطرب ہونا عزیز کا جدائی شاہد سے و جانا اوسکا قاصد بنکر طرف پنجاب کے

غم ہے اگرچہ کاہش جان
آفت ہے مگر بلاے ہجران

یہ درد بغیر وصل دلدار
جاتا ہی نہین دوا سے زنہار

خوناب لب صنم سوا اور
اس تپ کی نہین ہے کچھ دوا اور

اس درد مین ہے وہ شدت جان
عیسی ہے دوا سے جسکی حیران

اس تیغ کا ہے وہ گھاٹ قاتل
دکھلاتا ہے غم مین رقص بسمل

یہ وہ ہے خدنگ غم جگر دوز
ٹپکاتا ہے زخم دل سے خون روز

خنجر ہے وہ برق دم ہے
مجروح کے حق مین آب سم ہے

یہ وہ ہے خمار بادۂ غم
کر دیتا ہے بزم عیش برہم

یہ غم ہے وہ آتش جہنم
جل جاتا ہے جس سے آب قلزم

یہ گلخن غم ہے وہ پر اخگر
جل جاے جہان پر سمندر

یہ درد ہے بلاے ناگہانی
ہو جسکے ستم سے زہرہ پانی

ہر دل کو یہ ناوک بلا ہے
ہر سینے کو خنجر قضا ہے

[illegible] نہ کیسے کلیجہ یار چھٹ جاے
دشمن کو خدا یہ دن دکھلاے

جس دن سے گیا وہ ماہ کامل
کلفت سے گھٹا عزیز کا دل

بیخوابی سے رات کو برابر
وا رکھتا تھا آنکھ مثل اختر

غم سے ہوئی داغ دل جو آگے
جینے کے پڑی تھی اسکو لالے

اوٹھتا تھا جو دودہ آہ ہر بار
مشتاق جو روے یار کا تھا
جب صبر ہوا نہ غم سے ممکن
یہ سوچ کے یک بیک وہ اوٹھا
ظاہر تھی جو رنج سے مودت عرض
کاے قبلہ طالبِ مرادات
رخصت کی اگر ملے اجازت
ہنسکر اوسی دن براہِ شفقت
سامان سفر کا ساتھ لیکر
رکھتا ہوں میں قصد شہر دلدار
[illegible]
دیکھا [illegible] حجاب
آلودہ جو گرد رہ سی تھا ساق
رہتا تھا جہان وہ ماہ پیکر
بیتاب جنون سے یار بن ہے
قاصد کو بلایا پاس اپنے
کس بزم میں ہے وہ مے سی سرمست
کون اوسکا ہی غم میں یارِ دمساز
کس گلشن حسن کا ہے گلچین
پاے ہیں کہان لبون کے عناب
کس غنچہ دہن کے لب [illegible] ہے

رہتا تھا فلک تلک دھوان سا
پروانۂ شمعِ غم بنا تھا
ٹھہرائی یہ بات دل مین اکدن
خدمت مین پدر کے جاکے پہونچا
دی باپ نے بھی اجازتِ عرض
اے کعبۂ صاحبان حاجات
صحرا مین مٹاؤن دل کی وحشت
دی ایک مہینے کی اجازت
لشکر سے اوٹھایا شور محشر
کوئی نہ خبر سے خبردار
اکدم نہ کھلے زبانِ غماز
آنکھین جھکین سرمہ سے تاب
چہرے کا بدل گیا تھا روغن
پہونچا یہ عزیزوان پہ جاکر
شاہد کی تلاش رات دن ہے
پہلو مین بٹھایا پاس اپنے
لوٹے ہے کہان مزی سر دست
کس نغمہ سرا سے ہے ہم آواز
کس گوش صفا کا ہے گہر بین
کھوتا ہے جگر کی جو تب و تاب
کس پھول سے مائلِ طرب ہے

شبنم کی طرح سے رات بھر رونا
میعادِ وصال بسکہ تھی دور
لکھکر اوسے نامۂ غم و سوز
مانند کمان جھکا ادب سے
پایا جو کھلا خوشی کا دربار
گھبراتا ہے شہر مین مرا دل
کرتا تھا جو اوسکو پیار دل سے
رخصت جو ہوئی عزیز مین حاصل
ہمرازون مین ایک تھا جو دمساز
پیدا نہ کہین ہو فتنہ و شر
یہ کہکے ہوا ادھر روانہ
گھوڑے سے اوترکے قاصد آخر
پانی جو پیا تھا ہر کوئین کا
ظاہر کیا سب سے اسطرح دان
پہونچی جو خبر اوسے مکرر
پھر ریک سے بعد نامہ خوانی
کون اوسکا وہان ہے شمع محفل
کیا شغل ہے کس حرم مین اب ہے
کس سیب ذقن کی ہے اوسے چاہ
کس لعل شکرفشان کا ہے یار
کس حور لقا سے ہے ہم آغوش

روتا تھا فراقِ گل مین ہر روز
بیکل ہوئی اور جان مہجور
قاصد مین بنون خود اپنا اک روز
گوشے مین کھڑا ہوا ادب سے
بولا یہ ادب سے وہ دل افگار
وحشت سے شکار پہ ہے مائل
منظور کیا ہزار دل سے
پھولا یا خوشی سے غنچۂ دل
پوشیدہ سنایا اوس سے یہ راز
لشکر مین ہے بجای افسر
منظور تھا جس طرف کو جانا
پیدل ہوا شہر کو روانہ
آواز مین بھی ہوا تھا کھٹکا
بھیجا ہے مجھے عزیز نے یہان
گھر سے نکل آیا وہ سمنبر
پوچھی خبر اوسکی یون زبانی
کس مہ سے ہے زیب خانۂ دل
کس حور کی آجکل طلب ہے
کس پستۂ دہن کا ہے ہواخواہ
ہے کام و زبان سے چاشنی خواہ
کس شکل کی ہے وہ مدہوش

یہ لطف اگر تجھے میسر
قاصد نے یہ سنکے سب کہانی
مرنے کی وہ ڈھونڈھتا ہی گھاتین
ہر دم ہوای سلک دندان
یاد آتی ہے جب بہار عارض
مرتا ہو جو غم سے عاشقانا
یاد آتی ہے آنکھ جب کسی کی
معمور ہے غم سے خانۂ جان
سرگوشی ہے اب کہان میسر
جسکے نہ لگا ہو زخم کاری
جس دل مین نہین ہے داغ غم کی
جسوقت خلاف قاصد آئے
بیشک ہے یہ ظرف بادۂ ناب
تقریر مین پایا بسکہ طرار
بوی یوسف ہے پیرہن مین
بولا کہ مین ہون عزیز ای جان
گھبرایا وطن مین اسقدر دل
آنکھون سے مین دیکھون روئے پرنور
بے ساختہ شان سروری سے
دو تین شب اوسکے پاس رہکر
دیدار سے غم دلون کا بھولا

جیتا سہا ہجر مین وہ کیونکر
بولا کہ عبث ہے بدگمانی
تو کرتا ہے دل لگی کی باتین
رہتا ہے برنگ ابر نیسان
ہوتا ہے تپ ملال عارض
کیا جانے وہ آنکھ کا لڑانا
بن جاتا ہے خود غزال وحشی
شمع محفل ہے آہ سوزان
جو کان کے دیکھتا وہ گوہر
کیا جانے وہ درد و بیقراری
کب تاب ہے تب الم کی
باتین کہین اوسنے عاشقانہ
مستی سے بھرا ہوا ہے اب
بولا وہ پری کہ ای وفادار
تاثیر عزیز ہے بدن مین
اس لطف کے اس کرم کے قربان
سینے پہ اوٹھایا بار منزل
تاریکئ غم نظر سے ہو دور
مسند پہ بٹھایا دلبری سے
پھر کر دیا کوچ سمت لشکر
پھولونکی طرح ہر ایک پھولا

بیشک کہین آنکھ لڑ گئی ہے
جلدی جو اودھر نہ جائیگا تو
کل پڑتی ہے جاگتے نہ سوتے
کرتا ہے چہ زقن کی جب یاد
یاد آتی ہین ابروسیہ جب
جو سوئے مین اپنے ہی گرفتار
جز گریہ نہ کوئی شغل اب ہے
ہمدم کوئی اوسکا اب نہین ہے
گلگشت چمن کہان ہے حاصل
جو درد جنون سے بیخبر ہے
جسپر نہ غم فراق گزرا
پہچان گیا بطرز گفتار
قاصد مین کہان یہ باتین جوش
کیا نام ترا مین پا گیا بھید
خوبی ہے ہوا جو یون سخن ساز
پہنا کے یہ خرقۂ گدائی
رہتا تھا یہی خیال دن رات
یہ سنکے اوٹھا وہ سرو رعنا
خلوت مین وہان سوائے جانان
جلدی سے بہیج کے صورت موج
ہونٹون سے لگا دی ساقیا جام

خوبون پہ نگاہ پڑ گئی ہے
زندہ اوسے پھر نہ پائیگا تو
پتھرا گئین آنکھین روتے روتے
کھوتا ہے غم دہن دل ناشاد
چبھتا ہے جگر مین نیش عقرب
وہ ہوگا کسی کا کیا خریدار
گلچینی سے بے نصیب ہے
تنہائی مین درد ہمنشین ہے
پھرتا ہو جو [illegible]
وہ [illegible] سے اثر ہے
وہ جانے کسی کا [illegible]
قاصد نہین [illegible]
آئی ہے [illegible] شیشہ [illegible]
اس امر مین بدگمان [illegible]
پردے مین چھپ سکے نہ راز
الفت تری پا نہ کچھ لالی
حاصل ہو کس طرح ملاقات
تعظیم سے خم ہوا سراپا
جانا نہ کسی نے راز پنہان
یکہ سے بنا پھر افسر فوج
آتا ہے مرا بت دلارام

چلتا ہے دور ساغر مل
اک روز نسیم صبحگاہی
پھولی گل تر ہر اک چمن مین
گلچین نے بھر اگلون سے دامن
خوبی سے روش پہ سرو شمشاد
نکلے جو گلون سے دل کے ارمان
آہنگ روا روی کیا پھر
منزل مین فقط ذرا سر شام
ہوتی تھی بیاض صبح پیدا
عاشق تھا جہان کی چشم در راہ
مطلب سے بھی گیا و جان بلب
رنگین اٹھے سے پیرہن پھاڑا
اشکون سے غبار زلف دھویا
پیشانی پہ چھنکے تازہ افشان
نقشہ مہندی کا وہ جمایا
ہر ساز طرب ہوا مہیا
چلتا تھا جو دور مے برابر
گلرنگ تھی وہ شراب احمر
ساقی دے مجھے شراب گلرنگ

## پھر آنا شاہد کا خطۂ دلنشین پنجاب سے ورونق افروز ہونا محفل عزیز رنگین ساتھ حسن دلفریب کے

غنچے نہ سمائے پیرہن مین
ہر سمت گئی ہوائے گلشن
یکسر ہوئے بید غم سے آزاد
شاہد کو ہوا عزیز کا دھیان
پنجاب سے جلد چل دیا پھر
کرتا تھا وہ مہر طلعت آرام
رہتا تھا ظہور شب اصلا
نزدیک سنی جب آمد ماہ
باہم ملے مثل روح و قالب
آب گل تر سے تن دھولایا
ہر بال کو مشک مین ڈبویا
گردون کا بنایا ماہ تابان
آنکھون سے اوسے لہو رلایا
سازون نے مٹایا غم کا کھٹکا
جام منہ بنگیا تھا ساغر
بلبل گا تھا دل کباب جسپر
ہون قید جہان سے غنچہ سان تنگ

بلبل کے نصیب خفتہ جاگے
لطف آگیا سبزۂ چمن پر
ہر پھول کا دیکھکر نیا ساز
پیدا ہوئی بیکلی جگر مین
بس گرم روی مین وہ بلا تھا
جس جادۂ میہمان سرا کے
چلتا تھا برنگ ماہ تا شب
مانند ہوا ہوا روان جلد
غم سے جو بنا تھا غنچہ رنگ
آنکھون سے لگائی لعل نوشن
دی شانے سے جس گھڑی گرہ کھول
ایما کیا جس گھڑی حنا کا
آراستہ کر کے ساری پوشاک
ساقی لیے ساغر بلورین
تھی بادۂ صاف سے جو مملو
ہر جلسے مین گرمی بڑھائے
نیرنگ فلک سے ہے مجھے ڈر

شیشے سے اوٹھی صدائے قلقل
گلشن کی طرف ہوے جو راہی
کھل اوٹھا چمن نظر کے آگے
ہر نخل ہرا ہوا سراسر
نرگس ہوئی شوق سے نظر باز
کانٹے ہوئے پھول اسکی نظر مین
بجلی تھا ابر تھا ہوا تھا
جاتا تھا وہ رشک مہر خاور
رکھتا تھا خیال آہ تا شب
پہونچا برق خندان سا وہان جلد
پھولا وہ قبا مین اپنے رنگ
جھاڑی پلکون سے گرد دامن
لی جان کے واسطے بلا مول
معروف ہوا وہ خود سراپا
بیٹھا محفل مین جیسے چالاک
دیتا تھا دل حزین کو تسکین
شیشون سے خجل تھی گردن حور
کھولی تھی بدن سے مردرے
یوسف نکری گزر کنوین پر

## جانا شاہد کا صحرا مین واسطے شکار کے و عاشق ہونا وفا نامی دلربا پر ایک گاؤن مین و نخچیر ہونا ساتھ اوسکے شبخون حریف ستمگار سی

عالم مین یہ چرخ فتنہ پرداز
مشہور ازل سے ہی دغل باز

بازی نہین اسکی بے سبب ہے
چھوٹا نہ سلامت اس سے یک تن
صدمون سے نہ کسکا داغ ہے دہلا
دفتر ہے ہر ایک راہزن کا
سکتا ہی جو کشت خون کا چرچا
کی ساتھ نہ کسکے بد قماشی
تھے سرخ و سفید رنگ جسکے
جسکو کیا تہ خاک سبکو یکمشت
ہے جام غرور سے جو سرمست
کسکو نہ دیا عذاب حسرت
ہرگز نہ کسی کا آشنا ہے
اس چال سے یک بیک چلا آہ
سب بازی کو برد کر جفا سے
شادی کی ہوئی بساط باہم
گھوڑے سے اوتار کر سر راہ
ہاتھون مین تفنگ و تیر ترکش
خواہش سے ہر ایک زاغ صحرا
کرتا تھا وے ستم سے بے جوڑ
یہ شادی مرگ سے تھے بیہوش
ہر صید کا خون تھا بسر جوش
پھر دیکھلین تجکو اک نظر ہم

گنجیفہ کا کھیل ایمن سب ہے
ہر فرد کا یہ رہا ہے دشمن
خونریزی ہے اسکا کھیل الّا
یکہ ہے غرض یہ اپنی فن کا
مرغوب ہے اوسکو کھیل سر کا
ہے کسکا تہ جور ستائی
وہ خاک مین ملگئی اسی سے
رکھا نہ کہین بجا سر و پشت
حکم اسکا یہان یہ زبردست ہے
کس گل کے ورق کیے نہ ابتر
یہ سفلہ غلام بیوفا ہے
منصوبہ نہ ایک چل سکا آہ
فرزین کو چھوڑا یا بادشاہ سے
ٹھہرے رہے ایک بھی نہ قائم
زندان مین پھنسایا شاہ کو آہ
خونریز تھی گرچہ برچھی اکثر
محتاج تھا گوشہ کمان کا
گولی کی طرح نشانے پر توڑ
رم ہوگیا تھا اونھین فراموش
تھی خواب گران مین چشم خرگوش
کچھ دیر مین ہونگے بیخبر ہم

دزرات اسی سے بے خور و خواب
جلاد سیاہ دل ہے آنا
بدلا نہین ظلم سے کہان رنگ
فتنہ نہ کہان کہان اوٹھائے
کون اس سے زبان پہ متحمل ہے
کس پر نہ کیا خلال اسنے
اس سے نہوا کسیکو چارا
بے روئی تکی ہے اسنی کس سے
آمادۂ ظلم سر بسر ہے
کس تخل کو یان دیا نہ جھوکا
دکھلا کے پھر اتنی بیوفائی
کیا کیا دی شہ رخی برابر
ہر چیز کی ہو گئی یہ تقلیل
ششدر ہوئی پیل بند غم سے
اک روز دم سحر وہ گلفام
مرتے تھے اسی ہوس مین نخچیر
طوطا جو تفنگ سے عیان تھا
مستی سے ہرن تھے چشم بر راہ
ہر گوشے سے پھینکتا تھا وہ تیر
جس جا پہ تڑپتے تھے وہ بسمل
دیدار ہین فرادکھا جاے

گردش مین ہے آفتاب و مہتاب
اعلیٰ نہ بچا نہ اس سے ادنا
مارا نہ ستم سے کس جگہ جنگ
شمشیر سے تاج سر گرائے
کسکی نہ برات خون دل ہے
کسکو نہ دیا ملال اسنے
کس میر و وزیر کو نہ مارا
جی چھوٹ گیا نہ کسکا اس سے
شیر اور بھی زیر دست اسکے ہے
چھوڑا نہ ہی الکسی کا پیا
بازی شطرنج کی بچھائی
نسج ہو گیا شاہ قید ہو کر
چھوٹے سارے پیادہ و فیل
پامال ہوئے غم و ستم سے
صحرا کی طرف ہوا سبک گام
چھوٹے کہین اوسکی ہاتھ سے تیر
ہر چند وہ لعل بے زبان تھا
پھینکے کہین تیر حسب دلخواہ
لیتا تھا جگر یہ اپنے نخچیر
آتی تھی صدائے ہائے قاتل
پھر زخم پہ زخم اک لگا جاے

حسرت بھری چل دین پیاسے
خالی جو ہوا اُسکا ردست سے
چالاکی مین اسقدر تھا مشاق
دوڑا تھا یہ پست لینے کی تشا
بستی سے قریب تھا کنوان ایک
وہ چرخ تھا اوسکا خوشنما تر
پیاسا تھا زبس وہ ماہ پیکر
یعنے کوئی ایک ڈوپیکر
اک جانب چاہ جلوہ گر تھی
نوخیزی کی آیا سے آن تمکین
رہتی تھی حیاسے سنگ تمہا
مہندی کی طرح سے بے محابا
معقول تھی رسم رونمائی
مانگ اسکی مین غیر کہکشان تھا
ہر پیچ سے گیسوے سیہ نام
بالے مین جو بے بہا گہر تھے
ابرو کا نہ تھا کوئی خریدار
وہ چشم سیہ تھی فتنہ پرداز
پلکون سے تھا اسکے خوف نشتر
گالون پہ جو کالے کالے تل تھے
رخسار تھے اوسکے گرد گلفام

محروم نہ جائین اس جہان سے
کرنے لگا پھیر حسرت جو گشت
اوڑتا تھا برنگ رنگ عشاق
دم پھول گیا تھا ساتھیونکا
بہر لب تشنہ چشمہ نیک
کھاتے تھے جہان ستارے چکر
یوسف کی طرح گیا کنوین پہ
رشک شیرین جمیلہ دختر
راز پنہان سے بیخبر تھی
دہ بہانہ لگا تھا حیرت مین
آگاہ تھی نگاہ محرم
چھو سکتا نہ تھا کوئی کف پا
بیگانہ تھی چشم آشنائی
چوٹی مین عروج فرقدان تھا
تھی طائر دل کو عنبرین دام
سرگوشی کے لطف سے خبر تھے
تلوار کا سامنا ہے دشوار
جی اپنا چرائی تھی نظر باز
کرتا تھا کوئی نظر تہ اوپر
ہندو سے بلا جان و دل تھے
بوسے سے لب ہوس تھا ناکام

القصہ کسی کا دل نہ توڑا
پھر ایک غزال تیز رفتار
وہ اسپ سے اور شوخ و طناز
چھوٹے آخر وہ سب سر راہ
قند شیرین گھلا تھا اوسمین
گرد اوسکے کھڑی تھی چند دلبند
اوترا گھوڑی سے جب لب چاہ
معشوقہ نازنین وفا نام
تھی گرچہ گل شگفتہ بیخار
تھی گلشن حسن کی سراپا
ظاہر مین عیان تھا رخ پہ جوبن
مطبوع تھی چال سادگی کی
مشاطہ سے بیخبر تھی وہ ماہ
بالون سے غضب تطول کو کھٹکا
بجلی کی چمک سے مات تھے کان
کیا پایا تھا نور واہ واہ واہ
آنکھین سی پری کے ہوش تھے گم
مستی سے عجب تھے جام مخمور
ہمشکل قمر تھا روے شفاف
چہرہ تھا جو ہم شبیہ قرآن
تھے گرچہ لب و زبان شکر بار

اک صید کو تشنہ لب نہ چھوڑا
گوشے سے ہوا کہین نمودار
بجلی کی طرح ہوا سبک تاز
اک قریہ مین جا پڑا وہ ناگاہ
آبچہ وان بھرا تھا اوسمین
شیرین گفتار و خوش شکر خند
آفت سے ہوا دوچار ناگاہ
خورشید لقا مہ دلارام
لیکن نہ کسی گلے کی تھی ہار
گلچین نہ مگر تھا کوئی اوسکا
پنہان تھا مزاج مین لڑکپن
دیکھا تھا نہ رنگ و بوے عروسی
تھی رسم جہان سے کچھ نہ آگاہ
تھا فتنے کا عطر اوسی سے پیدا
چھونیکا نہ تھا کسی کو امکان
پیشانی کو سجدہ کرتا تھا ماہ
کیا نہ کہتی اوسکو چشم مردم
نرگس تھی نگہ سے جسکی مخمور
انگشت بنی تھی تیغ صاف
صورت پہ نثار تھی مسلمان
کوئی نہ مزے سے تھا خبردار

کیا ذکر کرے کوئی دہن کا
ہر اک تھا چہ ذقن سے حیران
ہمدوش دوش تھی کسی سے
تعویذ سو ابرو پر جادو
کیا نازکی اور کیا صفائی
پھلیان سی جو انگلیان کھائی
پستان مین بھری تھی مستی دل
کرتی کے سوا نہ کوئی دیسا
دل باندھتا کیا کوئی کمر سے
امساک صبا سے غنچہ تھا تنگ
رانون کی صفت کوئی کہے کیا
پروی مین تھی ساق شمع فانوس
رفتار مین تھی بلائے محشر
تنہا نہ پھنسا کنوئین مین وہ ماہ
کرتے تھے بہم نظارۂ رو
جس دم چلی ابروون کی تلوار
غیرون کے لحاظ سے زبانی
پیدا تھی جو دل مین گرمی غم
یہ صرف فقرہ وہ ناکام
اوس قریہ کا تھا بجای افسر
اس سے نہ خبر تھا وہ کہ یاہ

تھا نام سو اس نشان بیدا
زہرا ایمن ہے ہا کہ آبحیوان
رویدہ ش تھی چشم آدمی سے
بازو پہ نہ تھا کسی کا قابو
بلور کی شاخ تھی کلائی
ناخن پہ ہلال کو نچاتی
تھا جوش شباب وہین بالکل
تھا اوسکے شکم سے محرم آ
باریک تھی رشتۂ نظر سے
ظاہر ہوئی تھی سرخی رنگ
مستی کے نشان تھے اوس سے پیدا
ملتا تھا ہر ایک دست افسوس
بس جانتے تھے دل قدم قدم پر
پیدا ہوئی اوس کی کو بھی چاہ
آہو ہوئے تھے شکار آہو
بے ساختہ دو سے ہو گئے چار
کہہ سکتی نہ تھی غم نہانی
گھلتی تھی برنگ شمع باہم
دن ڈھلگیا سارا ہو گئی شام
دختر کا پدر رئیس اکبر
برق خرمن ہے ہا دشمن کاہ

دانتون سے خجل تھی برق خندان
پیدا تھا گلے سے رنگ صہبا
رنگت مین تھے ہم اثر چمن سے
بس نازک و نرم تھے جو بکسیر
پنجے سے عیان تھا لطف خورشید
قبضہ تھا جو ہاتھ پر حنا کا
کھٹنی کا عجب تھا اوسپہ جوبن
کیا دیکھتا اوسکی ناف انسان
سب مرتے تھے خواہش پری سے
رکھتی تھی مگر وہ بحر احسان
زانو مین تھی وہ صفائی نور
سرخی سے بہار فندق پا
زہدون تھے غرض جو اوسکے اعضا
الفت کی بہم بچھا گئے جو سر
دزدیدہ نگاہین تھین وقت قاتل
در پردہ اٹک حیا کے مارے
پلکون کے لگے تھے تیر کاری
برچھی کی انی جو کھائی دل نے
تھا گھر کا پہونچنا بسکہ دشوار
شاہد کی برسم میزبانی
نرگس نے بھی آنکھ سے لڑائی

بابی تھا مستی ابر گریان
گردن پہ چڑھا تھا خون مینا
خوشبو مین تھے ہم بغل سمن سے
پہونچا تھا نہ ہاتھ ساعدین پر
تھی دست نگر نگاہ امید
چوری سے دخل تھا ہوا کا
یکجا تھے بہم انار و سوسن
تھی جس سے پری کی آنکھ حیران
تھی دور نگاہ دوربین سے
ناسفتہ گہر صدف مین پنہان
آئینہ تھا جسکے شوق مین جو بر
روی گل تر سے تھی زیادا
عاشق ہوا دل سے شاہد اوسکا
ہاری دین نرد دل برابر
ہو جاتے تھے دونون جسکی بسمل
کرتی تھی نگاہ سے اشارے
سینون سے نہان لہو تھا جاری
جیتا ہے خلق مین وہ کیونکر
بستی مین ہوا مقیم لاچار
کی اوسنے کمال قدردانی
در پردہ ہے بر سر وفائی

آیا جب نصف شب کا عالم
غفلت سے ہوا زمانہ بیغم
اک مرد حریف قوم افغان
تھا آگے سے وہ جو دشمنِ جان

لایا فوجِ گران وہان پہ
مارا شبخون ہر اک مکان پر
پہونچا زخمون سے سبکو آزار
زندہ جو رہا ہوا گرفتار

شاہد نہ بچا نہ وہ جمیلہ
کچھ پیش گیا نہ عجز و حیلہ
تھی جنکو نہ تاب خندۂ گل
کرتے تھے وہ نالہ مثل بلبل

شائق تھے جو مسندِ صفا کے
محتاج ہوی وہ بوریا کے
جز خونِ جگر غذاے دگر
ہوتی تھی نہ شام تک بسیر

یہ عشق کی خوش ہے مہربانی
یہ غم کی ہے عین قدردانی
کسکو نہین حسن نے دل رولایا
کسکو نہین شمع سان جلایا

یوسف کو کنوان جھکایا اسنے
زندان مین اوسی پھنسایا اسنے
کسکو نہ دیا گلون سے آزار
کسکو نہ بنایا بلبل زار

دی لطف سے ساقیا مئے ناب
دشمن ہین یہ جس سبب مین ظفریاب
زندان سے نکلے ماہ کنعان
ہو نور سے رونق شبستان

## بیقرار ہونا عزیز کا انتظار شاہد سے و تلاش کرنا اوسکی صیدگاہ مین و خبر پانا قید ہونیکی مظلومون سے و چھوڑا لانا اوسکا بعد جنگ عظیم کے افغانان جفا کار سے

جب شب کا گھٹا جہان آشوب
نقاری پہ صبحدم پڑی چوب
نظرون سے مہِ فلک ہوا گم
لوٹی خور نے سپاہ انجم

آیا نہ جو شاہد دلارام
مضطر ہوا پھر عزیز ناکام
دیکھا تھا جو انتظار تا شب
تھا اوسکے لب و زبان پہ یا رب

افسردہ جو ساتھیون کو پایا
بولا کہ ہوا یہ کیا خدایا
گزرا تھا کبھی غم سے دم بھر
آسیب نہ مانہ اوس پری پر

ابتک جو نہ آیا وہ سمنبر
دھوکھا کہین کھا گیا مقرر
یہ کہکے بصد ترانۂ غم
صحرا کی طرف چلا اوسی دم

ہر خار سے پوچھتا تھا رو کر
کس سمت گیا مرا گل تر
لیتا تھا پتا ہر اک شجر سے
وہ غنچہ گیا کدھر ادھر سے

ہر صید سے پوچھتا وہ بیدل
کس سمت گیا تمھارا قاتل
ہر کوچہ مین خاک رہ سے تنہا
ہوتا نقش قدم کا جویا

آگے تھا پیادہ پا وہ افسر
پیچھے پیچھے سپاہ و لشکر
دیوانہ جو پھر رہا تھا ہر جا
اک دشت مین رفتہ رفتہ پہنچا

خون سے اوسکے لالہ زار پایا
زندہ نہ کوئی شکار پایا
آلودہ خون تھی نوک پیکان
صحرا تیرون سے تھا نیستان

تھا نے کا جو تازہ جابجا بن
شیرن نے کیا تھا آکے مسکن
ہر ایک ہرن کی آنکھ مین وان
تھی نوک خدنگ جا ہی مژگان

مُردون کی طرح سے گور سارے
تھی زخمون سے گور کے کنارے
صدمے جو اوٹھائی تھی برابر
چیتے بھی کمر سے تھے زبون تر

کانٹون کی جگہ یہ ناخنِ شیر
تھے بر سرِ خاک جابجا ڈھیر
تھا خواب عدم مین مست خرگوش
افسردہ پڑی تھی زیر سر گوش

بھولے تھے جو بازی اپنی روباہ
پامالی مین آئی تھی سر راہ
اوس صید فگن کی آرزو مین
کی اوسنے کمی نہ جستجو مین

تا صبح پھرا وہ نہیں وہ شیدا
کہتے تھے کہ ہای قوم افغان
ہر پیر و جوان ہوی پریشان
گلدستہ کی طرح دست بستہ
بیتابی سے ہوش مین جب آیا
بے یار عبث ہے اپنا جینا
اوس گل کے لیے اب آرزو ہے
کافر ہو جسے عزیز جان ہو
ہاتھوں مین علم تھی تیغ خونخوار
دلکش تھی کمان وہ دشمن جان
نقارہ پہ چوب ٹیکے وہ دون
عاشق کو نظر پڑا جو دشمن
غصے سے لگائی جب یہ تلوار
مانند حباب کاسہ سر
جسدم کرتے تھے نیزہ بازی
تیرون کو لگا جو داغ پرواز
پانی کی جگہ لہو کی تھی دھار
بس طول کھنچا جو عرصہ جنگ
مشکل ہے ادائے رسم یاری
بھاگے جو عدو وہان سے یکسر
دیکھا کہ پڑا ہے تیرہ و تار

ناگہ ہوا اک گروہ پیدا
ہی سخت جہان مین دشمنِ جان
بے جرم ہوے اسیر زندان
قیدی ہوا با دلِ شکستہ
یارون کو بلا کے یون سنایا
بہتر ہے شراب مرگ پینا
رنگین کرو پیرہن لہو سے
اللہ اب اوس پہ مہربان ہو
بجلی تھی براے جان کفار
ہر تیر عدو تھا جس پہ قربان
نکلا گھبرا کے تشنہ خون
تیرون سے ہوا شکار افگن
سر دیکھ پڑا نہ پانون زنہار
آب خنجر مین تھی شناور
دیتے تھے عدو کو سرفرازی
پھولا زخمون سے لالہ باغ
نعشون کی تھی ہر جگہ پہ انبار
کوشش سے غنیم آگیا تنگ
کون ایسی کریگا جان نثاری
چھوڑا اوسی جا پہ سارا لشکر
مانند نصیب دشمنان خوار

اوس خیل مین جتنے مرد زن تھے
لاکھون گیرات نے سبب خون
شاہد نام ایک ماہ پیکر
شاہد کو سنا جو قید زندان
دل سے کرو آج مہربانی
لاتی ہے محبت اب اسی پر
شیرون کی طرح قدم بڑھاؤ
یہ کہکے ہوا اودھر شتابان
تھی گھاٹ سے اونچی وہ سراپا
پہونچی یہ خبر غنیم کو جب
دیکھا کہ جمی ہے ہر طرف فوج
جو تیر زرہ شکن لگاتا
تیرون کا برس رہا تھا باران
یارون نے بھی کی وہ جانفشانی
گردن ہوئی سیکڑون کی بے سر
بہتا تھا زبس لہو کا دریا
تھا گرم زبس اجل کا بازار
جو آگے کھڑی تھی پیچھے بھاگے
جی سے ڈرا نہ اپنے تن سے
زندان کی طرف گیا شتابان
دروازہ دہن تھا اژدہا کا

جورِ افغان سے نعرہ زن تھے
مارا ناحق ہر اک پہ شبخون
شب باش کہین نہ تھا وہ اپر
گھوڑی سے گرا عزیز جان
آ پہونچا ہے وقت جانفشانی
شاہد کے لیے کٹاتے سر
پانی کی جگہ لہو بہا دو
گھوڑی کو بنایا برق جولان
بہر اعدا [illegible] دریا
غصے سے وہین [illegible]
[illegible] موج در موج
سینہ بھی جگر بھی توڑ جاتا
ہر سمت بھرا تھا آب پیکان
دشمن کا ہوا تھا زہر پانی
سر تیغ بچا رہا نہ مغفر
طوفان اجل [illegible] بپا
تلوار تھی جان کی خریدار
دہشت سے نہ بڑھ سکے پھر آگے
پیراہن تن کیا کفن سے
تھا قید جہان وہ ماہ کنعان
دوزخ کا نمونہ تھا سراپا

گم ہوتے تھے اوس سے ہوش ہر دم
غاروں میں بھری تھی بادِ کژدم

اک سلسلہ میں تھے دو گرفتار
وہ گنج کا پاسبان تھا اک مار

بھرتے تھے دلوں میں عشق کا دم
پیوند وفا کیا تھا باہم

شاہد کی زبان پہ تھا یہ ہر بار
بہرِ تسکین خاطرِ یار

جب پہونچیگا مثلِ برق تابان
کھائیگی شکست فوجِ افغان

کھولا جلدی سے قفلِ زنجیر
ہاتھوں سے بنا کلید تدبیر

ماتم سے بنی تھی بسکہ سوسن
چہروں سے اوتر گیا تھا جوبن

خشکی نے کیا تھا گھر بدن میں
سوچاک تھی ایک پیرہن میں

گلبرگ فشان تھے جو لبِ تر
کمھلا گئے تھے ہوا سے یکسر

بیخواب تھے جو نرگسِ باغ
لالے کی طرح جگر پہ تھا داغ

ہوتی تھی جو روز غنچۂ [illegible]
بیتابی سے بن گئے تھے سیماب

پانی سے نکھر گیا بدن پھر
رنگت سے بنے گلِ [illegible] بکھر

ہے کسکی یہ دخترِ گل اندام
آشوبِ جہان فسادِ ایام

کس کان کا لعل بے بہا ہے
کس بحر کا گوہرِ صفا ہے

کس برج کا ہے یہ ماہ انور
کس چرخ بریں کا ہے یہ اختر

کس درج کا ہے یہ پاک گوہر
ہیرے سے چمک ہے جسکی بہتر

بولا کہ کہوں زبان سے میں کیا
کھویا ہے اسی نے ہوش میرا

لوٹا ہے اسی نے بر سرِ راہ
پامال کیا اسی نے باللہ

دکھلایا اسی نے جورِ لشکر
مارا شبخون اسی نے مجھ پر

یہ کہکے بتایا پھر نہ وہ راز
جو اوس سے تھا عہد الفت و ناز

باندھا پھر اک نے سازِ تہمت
نقارے نے دی صدائے رحلت

شاہد تھا اسیر جس پری کا
زندان میں تھی وہ رفیق ہمپا

ظاہر میں اگرچہ تھی بہت تنگ
باطن میں مگر تھا اور ہی رنگ

یکجائی کا مثل قالب و جان
مضبوط کیا تھا عہد و پیمان

دل میں نہ کڑھا نہ قیدِ غم میں
آتا ہے عزیز کوئی دم میں

باہم تھی زبان پہ جب گفتار
آپہونچا وہاں وہ عاشقِ زار

زندان سے اوسی گھڑی برابر
باہر نکل آئے دونوں اختر

کرتے تھے جو خاک پر گزارا
مٹی میں ملا تھا رنگ سارا

گرمی سے ہوئے تھے سوکھ کر خار
جاتی رہی تھی بہارِ رخسار

غنچے کی طرح تھے بسکہ دل تنگ
چہروں پہ رہا تھا نہ وہ رنگ

بیتاب تھے گرمیِ جگر سے
خاک اوڑ رہی تھی تمام سر سے

نہلا کے پہنائی چست پوشاک
پھولوں کو کیا غبار سے پاک

پایا جو خوشی سے چہرہ گلزار
پوچھا شاہد سے کہ اے وفادار

کس نخل کا یہ ثمر ہے شیرین
کس تنگ کی یہ شکر ہے شیرین

کس گھر کا ہے یہ چراغ روشن
کس بزم کی ہے یہ شمع روشن

کس کان کا ہے یہ لعل خندان
خون روتا ہے جسکے آگے مرجان

کس باغ کا ہے یہ سروِ نوخیز
کس تختے کا ہے یہ نخل گلریز

آفت میں مجھے پھنسایا اسنے
زندان مجھے دکھایا اسنے

ماری ہیں اسی نے تیرِ مژگان
سینے سے گزر گئی ہیں پیکان

ابرو سے کیا اسی نے گھائل
آنکھوں پہ کیا اسی نے مائل

جب گھر کو وہ مہ جبین سدھاری
تیار ہوئی ادھر سواری

شادان خندان عزیز فیروز
گھر میں ہوا جا کے رونق افروز

...دیکھا اسکے شمع محفل
...ت سے مجھے ہے بیکلی مین
...بتون سے دل لگاتے
...ق کو یہ دیکھے درد ہجران
...توقون کے پیچ ہین نرالے
...طرح سے پیچ و غم او ٹھاتے
...س سینے مین نقش غم لگایا
...چند وہ شاہد دلارام
...ت تھی جستجو دوا کی
...رزو یہ عیان تھی رونق گل
...ے دل ہو جسکو پیدا
...س دل پہ لگا ہو زخم خنجر
...خبر ملی اوسکو ایک مکار
...ر دم تھی غذای نوجوانان
...قریر مین سحر سامری تھا
...وجود ہون جسمین ایسے سامان
...ی رشک چمن بہار گلشن
...لی ہے اگرچہ بے مجنون
...شیرین ہے پروہ کوہکن ہے
...روز گھر اوسکے چھپکے جانا
...ستی سے وہ خود ترنگ پر ہے

بھلانے لگا مرے پھر دل | اک روز تو ساتھے دلارام

## بھیجنا شاہد کا عورت مکارہ کو واسطے نکال لانے وفا کے ولوٹ لانا اوسکا متاع نام و ننگ کو بہانہ شادی فرزند سے

کرتے ہین دم اخیر بیجان | کھیل انکا ہے ظلم و بیوفائی
ہوتے ہین یہ گھر ویا کالے | کسکو نہین درد دل سے تنہا
پھندے مین جو کوئی انکے آتے | خوش جاتے ہین غذا بنیا
پانی کی طرح لہو بہایا | جس دل پہ لگایا خنجر غم
رکھتا تھا فقط عزیز یہ کام | مرتا تھا وے لے غم وفا سے
ہر وقت تلاش تھی شفا کی | ظاہر مین تھا ماہتاب روشن
سینے مین نہان تھا درد بلبل | تڑپے نہ وہ درد دل سے کیونکر
کیونکر ہو بھلا دوا سے اچھا | اوٹھتے ہون جگر مین شعلے جسکے
سوزن سے بھلا رفو ہو کیونکر | رکھتا ہو جو درد سر جنون کا
دار و سے مرض نہ جائے بیمار | برہم زن خانمان ناموس
قوت تھی برای ناتوانان | یکتا تھی نہ بس فریبی فن مین
باتون مین دم فسونگری تھا | تھی اوسکی یہ دلفریب تقریر
کیونکر نہ فریب کھائے انسان | پایا اوسکو جو اسنے دلخواہ
رکھتی ہے قریب یا مسکن | خالق نے دیا ہے حسن زیبا
معشوقہ ہے گو گرے مفتون | مرتا ہو نہین او سپہ ہر دم
سینے پہ جگر پہ تیشہ زن ہے | تنہا مین نہین ہون عاشق زار
در پردہ ادھر نکال لانا | آنے مین کریگی وہ نہ انکار
جوبن سے عجب او منگ پر ہے | رکھتی ہے ہوائے کامرانی

بھر سے تمکین ہے مرا جام
بے دختر رز نہین ہے اب چین
ان کافرون سے خدا بچائے
شغل انکا ہے جور و کج ادائی
رہزن کی طرح زنا سے مارا
کچھ بات نہین ہے لوٹ لینا
بیدم ہو اور دسوا اوٹھی ہم
گھلتا تھا فراق دلربا سے
باطن مین تھا سوز غم سے گلچین
ٹوٹے ہون جگر پہ جسکے نشتر
ٹھنڈا نہ کبھی ہو سیر گل سے
صندل اوسے فائدہ کری کیا
بہر عشاق طرفہ جاسوس
جادو گری تھی ہر سخن مین
کرتی تھی پری کو دم سی تسخیر
پوشیدہ کہا کہ اے ہوا خواہ
مشہور وفا ہے نام اوسکا
کھاتا ہون جگر پہ نشتر غم
مجھپر بھی فدا ہے وہ وفادار
مضبوط ہی میری اوسکی اقرار
آنکھون مین ہے نشہ جوانی

لیکر اوسے اس طرح جب آنا
یہ کہکے سخن سے کی زبان بند
بس گھر مین پہونچکے اوس پری کے
ہے تیرا جو وہ فلان یگانہ
مدت سے ہے اوسکو جستجوے
مژدہ جو خوشی کا یون سنایا
نوبت لگے ہر طرف بجانے
باہر سے اوسے بلاکے بے ڈر
دکھلا کے سخن کی خوش بیانی
وہ رشک گئی قریب السان
بولی کہ یہ اوس غم کا تو نام
تنہائی سے روز غم کے مارے
کچھ دن سے ہے موت کے حوالے
مین بھیجی ہوئی ہون مان اوسکی
جس دن سے نہین اوسکو پاونگی تیز
ابتک نہ ملا تھا کوئی رہبر
گھر والے گمان جسمین لائین
دو کوس یہان سے اک کنوان ہے
جبتک مین نہ آؤن وان ٹھہرنا
خواہر تری جو وہ پیرزن ہے
آخر کسی وقت پاکے قابو

ویرانے مین گنج زر چھپانا
دی بہر نگاہ راز سوگند
کھولے عقدے فسونگری کے
خوبی سے فسانۂ زمانہ
پیوند ترے پسر سے منظور
فی الفور فریب مین وہ آیا
شادی کے بجای شادیانے
فتنے کو جگہ دی گھر کے اندر
پیدا کیا ربط ہم زبانی
ششکر ہوئی نام یار حیران
بے تاب ہے جو تجھسے خواب آرام
گنتا ہے سحر تلک ستارے
عیسیٰ کی طرح اوسے جلا لے
ہون پیک خبر رسان اوسکی
ہنس ہنس کے گلے لگاونگی مین
جاتی ہین اودھر اکیلی کیونکر
تہمت نہ مری تجھے لگائین
ظلمت شب ہجر کی وہان ہے
دو دن تلک انتظار کرنا
مادر مری مشفق زمن ہے
نکلی گھر سے وہ رشک آہو

جسوقت ملیگا سیمبر سے
وہ کام کرو اے نامرادان
یعنے پدر وفا سے اکبار
رکھتا ہے وہ گھر مین اپنے اک مار؟
بھیجا ہے شگون رسم شادی
گھر بیٹھے ملا جو مفت مین زر
یہ سمجھے تھے کہ کوئی دم مین
بیٹھی تھی جہان وہ رشک گلزار
یکبارہ دم سخن سرائی
پوچھا کہ یہ کس صنم کا ہے نام
ہے گل سے اگرچہ ہم مقابل
رہتی ہے پہ جوش سوزش دل
لازم ہے اوسے گلے لگانا
بولی کہ نہ کر زبان خراشی
دن رات اوسکی دہیان مین ہون
چل دونگی مین آج گھر سے بیشک
بولی کہ اسی مین کچھ بھلا ہے
رہتا ہے جو اک فقیر اوسپر
پوچھے جو فقیر تجھسے کچھ حال
گوشے مین اسی طرح سے کچھ دم
صحرا کی طرف ہوئی روانہ

گردون کا تجھی نہال زر سے
تھی من مین جو اتفاق دوران
مژدہ یہ کیا خوشی کا اظہار
رشک اختر غرۂ زر دلخواہ
دھو ڈال غبار نامرادی
سب چھوٹے بڑے فدا تھے اوسپر
نغمہ ملیگا ساز غم مین
یہ بھی جمی جا کی صورت خار
نام شاہد زبان پہ لائی
شیرینی سے جسکی جل گیا کام
پر درد سے خار خار ہے دل
ہے اسکی گواہ شمع محفل
بیجا ہے وفا پہ حرف آنا
اس لطف کی خود ہون مین تلاشی
زندہ نہین اپنی جا مین ہون
تو خانہ نشین رہے سحر تک
تجویز تری بہت بجا ہے
منہ بولا مرا وہ ہے برادر
یہ کہنا کہ اے خجستہ افعال
باتین رہین مصلحت کی باہم
جانا نہ کسی نے اوسکا جانا

...تدبیری وہ ہو گئی گم
...ہوئی کام سے وہ جسدم
...ری کہ یہ چلی ہوا کیا
...گئی کس طرح سے بیگم
...رانی تھی دیدۂ قمر سے
...س کی نگہ سے بسکہ تھی عار
...کی گمان سے وہ گل اندام
...ین جلائی آگ کسنے
...ہوا چور شیشۂ ننگ
...ہ صبا کدھر کو جائین
...کری کس طرح اثر آب
...ی جاکے تپ الم سے پنہان
...ز تھی درد سر شغب سے
...ی ابھی لاش سر گلگون

نادیدہ رہی نگاہ مردم
دیکھا کہ خوشی سے غم ہے توام
اندھیرے گھر مین ہو گیا کیا
سایہ سے وہ کانپتی تھی ہر دم
چھپتی تھی ستارون کی نظر سے
جاتی تھی کبھی سمت گلزار
کرتی تھی نظر نہ سوے بادام
پانی مین لگائی آگ کسنے
کس کوہ گران سے یہ گرا سنگ
اوس گل کا پتا کہان لگائین
کیونکر مٹے کاوش جگر اب
کھلتی تھی برنگ شمع سوزان
بر زاغ گمان تھی ضبط لب سے
حسرت سے ہے غمزدون کا دل خون

مان باپ تھی حرف مہربانی
پایا نہ پتا کہین قمر کا
ظاہر مین اوس پری کے تھے پر
مہندی سے سوا کبھی کف پا
دیکھا تھا آفتاب نے روپ
وحشی کی نظر سے منہ چھپاتی
اوس پھول کو لیگیا اڑا کون
بیگانہ بنا کے اوس پری سے
یہ لشکر غم زمانے ٹوٹا
پڑ جائیگا زخم دل مین ناسور
بیٹھی تھی جو گھر مین وہ ستمگر
گوشے مین فقط رہا یہ ماتم
عدمی جو اوٹھا تھا الم کے
بھر دی مے لعل سے پیالہ

گھر لٹ گیا کچھ خبر نہ جانی
گل ہو گیا تھا چراغ گھر کا
حیرت ہے کہ اڑ گئی وہ کیونکر
دیکھی تھی نہین کسی نے اصلا
سایہ کے سوا نہ دیکھی دھوپ
آنکھین غزال سے لڑاتی
یہ داغ جگر یہ دے گیا کون
غم کسنے دیا فسونگری سے
سرمایۂ عیش جسنے لوٹا
یہ سوچ نہین [illegible]
رو سکتی تھی حیا سے کھلکر
چلا نہ سکی زیادہ اوس دم
ہوتی تھی نشانہ تیر غم کے
سرخی سے ہو رشک جام لالہ

...گرنا مادر و پدر دفا کا اوس بیوفا کے نکلجانیسے و آوارہ ہونا ہر دشت و کوہسار مین واسطے تلاش اوسکے

...درد جو غمزدون کا یان ہے
...دن یہ جب آفتاب نکلا
...الی نے پھر بجا کے گھڑیال
...ون کو منہ دکھانے لگ گیا
...تی بھید سے جو یہ حال
...لیگی ہوا جو اسکی باہر

پُردرد و عجب یہ داستان ہے
ہر ذرہ برنگ نور چمکا
ابتر کیا غمزدون کا احوال
لوگون سے بہانہ لا نہ گیا
بگڑی گی یہ اور صورت حال
کل چھولینگے اور ہر جگہ پر

ہر شعر مین ہے یہ غم کی تاثیر
گم ہو گئی رات کی سیاہی
روتے تھے کہ ہائے اب کدھر جائین
کیونکر کرین اسکی پردہ داری
پہونچائیگی ہر جگہ یہ اخبار
ہے سامنے اسکے بات کہنا

رو دیتا ہے خامہ وقت تحریر
جاگے دم صبح مرغ و ماہی
بہتر ہے کہ زہر کھا کے مر جائین
کس طور سہائین تیر سساری
چونکہ ہنسینگے سارے یار و اغیار
انگشت نماے خلق ہونا

رخصت اسے کیجیے جو اسدم
تھی اسکو یہ مصلحت منظور
سر پر کوئی مارتا تھا پتھر
تھی بیکہ تلاش گوہر پاک
جس باغ مین مگی سو جاتی
جز خار ملال و گرد خاری
وہ چرخ لعین فساد ایجاد
اوس گل کو برنگ باد اڑایا
وہ گل جو بنا تھا غم سے بلبل
پھر زیر زمین ساتھ وفا دار

دو پردہ رہے فسانۂ غم
رخصت کیا اوسکو دیکر دو تنبو
رکھتا تھا کوئی چھری گلو پر
ہر کوچہ کی چھانتی تھی خاک
اوس گل کا پتا کہین نپایا
دیکھا نہ تدرو کوہساری
جلاد زمان عدوی فرہاد
اک اور مکان مین جا بسایا
جس وقت سنا یہ مژدۂ گل
گردش نے مجھے جام حیرت سرشار

باقی ہے تمھین ناحق حسرت
خندان چلی گھر سے وہ ستمگر
گردن کو لی تیغ پر جھکاتا
اشکون کا لالہ اسکے پانی
مایوس بھری ہر ایک بن سے
آثار خوشی کے جب نہ پائے
بیٹھی تھی جہان وہ رشک شیرین
جاتی رہی جب خلش جگر کی
وہ تازگی آگئی بدن مین
بدر و خمار مین مرا ہو

نازک ہے بہت مقام حسن کمال برابری
یہ نکلی وطن سے روکر یا
خنجر کوئی سینے پر لگا
کچھ دن اسی طور خاک چھانی
کچھ چشم ہوئی نہ اوس سے پرآب
صبر آگیا ار دکے گھر
پہونچی یہ جہان جا کے
شاہد کو وہان سے پھر
پھولا نہ سما یا پیرہن مین
شاہد کی طرح نہ ہو فا

رخصت مانگنا شاہد کا عزیز سے واسطے زیارت فقیر کے اور چلی آنا اس بہانے سے ساتھ معشوقہ وفا نام کے

دنیا مین عبث ہے دل لگانا
جو بحر جہان مین آشنا ہے
جو آئے یہان وہ رو گئے ہین
شداد کو یان سے کیا ملا پھل
اسکندر و کیقباد و دارا
جو چل دیا یان سے پھر نہ آیا
ملبوس جہان سے جز کفن ساتھ
اس باغ کو دیکھ کر نہ پھولے
کافر ہے یہ فرقۂ حسینان
شاہد نے وفا سے کھینچکر ہاتھ

جھوٹا ہے سب اسکا کارخانہ
گرداب بلا مین مبتلا ہے
جی شمع کی طرح کھو گئے ہین
کیا باغ ارم سے لے گیا پھل
سب چل دیے اس جہان سے تنہا
کوئی نہ خبر وہان کی لایا
جاتا نہین کوئی پیرہن ساتھ
پھولون کی طرح رنگ و بو پہ بھولے
ظالم ہے گروہ نازنینان
کیا دشمنی کی عزیز کے ساتھ

جز ذات خدا کسے بقا ہے
عاقل ہو تو دل اس پہ ٹھہرائے
آسودہ رہا یہان بھلا کون
نے جام نہ جم رہا جہان مین
کیا کیا گئے نوجوان یہان سے
ہو جاتی ہے سخت بے نشانی
آتے ہین عدم سے جیسے تنہا
شیدا نہ بنے کسی حسین کا
دم دیتے کسے نہین ستایا
الفت کا ذرا نہین کیا پاس

ہر شے کے لیے یہان فنا ہے
دھوکھے سے نہ اس سرائے
حسرت نہ یہان سے لے گیا کون
ہر چیز کا غم رہا جہان مین
گم ہو گئے نام سے نشان سے
رہ جاتی ہے نیک و بد کہانی
چل دیتے ہین رو کے شبنم آسا
عاشق ہے شاہد آفرین
دل لیکے کسے نہین کڑھایا
جلدی سے گیا عزیز کے پاس

ظاہر مین کمال دلبری کی
آیا ہے مرے وطن سے اک پیر
رکھتا ہے جو بندگی کی کثرت
رہتا ہے جہان وہ نیک آہنگ
غائب نہ رہونگا مین سفر سے
ہے مجھسے جو صورت آشنائی
سمجھا نہ کہ ہے غضب یہ حیلت
بیچارے جو ساتھ دو نفر تھے
تنہا جو ہوا وہ ماہ تابان
خوش ہو کے برنگ سرو و شمشاد
طے کر کے غرض رہ سفر پھر
اوس شہر کو گلستان بنایا
وہ بادۂ بیخودی پلائے
سچ ہے کہ ہے رنج عاشقی مین
جو اوسنے لگایا تھا دل اپنا
گردش سے فلک کی بیخبر تھا
اوس گل کو کہان سے ڈھونڈھ لاؤن
کرتے ہین یہ دل سے مشق بیداد
کسکو نہین داغ غم دیا ہے
ظاہر کیا یون کہ وہ سر راہ
لیکن نہ پتا ملا کسی جا

پھر باتون سے کیون فسونگری کی
ہے جسکے قدم کی خاک اکسیر
کثرت سے ہے آدمی کی نفرت
اس شہر سے راہ ہے دو فرسنگ
آتا ہون ابھی پھر اودھر سے
دل کرتا ہے اور رہنمائی
دی جانیکی بے خلش اجازت
چالاکی سے اوسکی بیخبر تھے
بجلی کی طرح ہوا شتابان
دونون ہوے قید غم سے آزاد
معلوم نہین گئے کدھر پھر
پوشیدہ کہان مکان بنایا

کاسے ماہ منیر برج اقبال
صورت مین کمال پایہ سائے
آئینہ دل سے جام جم ہے
نزدیک بہت ہے گرچہ ہے دور
کیا چاہئے وانکو شان عقیدت
پروردۂ غم عزیز بیدل
وہ عہد شکن وہان سے بیغم
دیگر کسی کام کی اجازت
رہتی تھی جہان وہ رشک گلشن
کچھ دیر تلک ٹھہر کے اوس جا
کس جا یہ بنے نہال گلشن
اے ساقی غمگسار عالم

## ماتم کرنا عزیز کا فراق شاہد بیوفا مین و عاشق ہونا اوسپر جمال جہان آرای شاہد حقیقی کے

رو رو کے گنوا دیگا دل اپنا
در رہ ہجران سے چشم تر تھا
محفل کا چراغ پھر بنا ہون
بنجاتے ہین تھوڑے دن مین جلاد
کسکو نہ اسیر غم کیا ہے
دم دیکے ہمین چلا گیا آہ
برباد پھرا کئے سراپا

جس دم سے گیا وہ غیرت ماہ
کہتا تھا کہ ہای کیا ہوا پھیر
خوبان جہان سے دل لگانا
کسکو نہین کر خون سے گھر مین
جس وقت بیان تھا یہ مذکور
دوڑے ہر چند جا بجا ہم
اس ننگ سے گھوڑ کو اوڑا لیا

دشمن ہے تیرا غم سے پامال
معنی مین حقیقت آشنا ہے
خورشید خدم مسیح دم ہے
ہے مجکو زیارت اوسکی منظور
کافی ہین دو کس برائے خدمت
تھا بازی چرخ سے جو غافل
مانند پری اوڑا اوسی دم
اونکو بھی کیا وہان سے رخصت
پہونچا وہ پری سوار توسن
منزل کی طرف ہوے سبک پا
کس گھر کے بنے چراغ روشن
ہمدرد مرا ہو غم مین اکدم
شاہد کو جو اوسنے بھلا دے
دھوکھا ہے بتون کی دوستی مین
بیٹھا تھا عزیز چشم در راہ
آنے مین جو اون کی ہوئی دیر
بیفائدہ رنج ہے اوٹھانا
کانٹون کی خلش رہی جگر مین
آئے جو پھر وہان وہ دونون رہبر
اوس گل کے لیے بنے صبا ہم
اک نقش قدم نہ پڑتے پایا

یون چھپ گیا وہ مہ جہان گرد
آئی نہ نظر کہین وہان گرد

وحشت ہوئی اور دل مین پیدا
بسمل کی طرح زمین پہ تڑپا

بڑھتا تھا جنون سے دمبدم غم
آنسو تھمتے نہ تھے کسی دم

جو ہنستا گیا وہ روتا آیا
کوئی نہ خبر خوشی کی لایا

جس دم یہ سنا عزیزون نے حال
یکسر ہوا درد و رنج سے پامال

اوٹھا جو جگر مین درد جانکاہ
پہونچی گردون پہ نالہ و آہ

کی گرچہ ہر ایک نے تگاپو
دوڑی چارون طرف خبر جو

مارا غم دل نے سبکو افسوس
داغون سے بنایا شکل طاؤس

حسرت سے مگر وہ عاشق زار
پڑھتا تھا غزل یہ رو کے ہر بار

## غزل

تو جب سے گیا ہے یار جانی
جاتا رہا لطف زندگانی

اک دل یہ ہزار سنگ بیداد
جیتا ہون مین وائے سخت جانی

شادی سے کھلا ہے گل کہین اور
یان دے گیا داغ غم نشانی

مانند شفق کہان تلک مین
آنکھون سے کرونگا خونفشانی

اس زار نحیف سے مجکو بھاگا
کیا کرتا تھا تجہ پہ مین گرانی

یاد آتی ہین جب وہ میٹھی باتین
ہو جاتی ہے تلخ زندگانی

روتا ہون برنگ شمع ہر چند
بجھتی نہین سوز غم نہانی

سننے کی نہ تاب ہے کسیکو
پر سوز ہے وہ مری کہانی

ذرہ سے حقیر تر ہوا ہون
کم ہو گئی جب سے مہربانی

اوٹھتا نہین بار زندگی کا
یہ دل پہ ہے زور ناتوانی

دل لیکے دغا سے مجکو مارا
کیا خوب کی تو نے قدردانی

پھر دل کو سنبھال آکے راحت
کبتک مین کرونگا پاسبانی

جب انکی مراد بر نہ آئی
ثابت ہوئی خصلت بیوفائی

رونے لگا پھر عزیز بر غم
کا زخم جگر نہ میری مرہم

اب کس سے بندھیگا اسکا [illegible]
ہو جائیگا رفتہ رفتہ ناسور

عیسی مین کسے بناؤن اپنا
یہ رنج کسے سناؤن اپنا

کسکو مین بناؤن شمع محفل
کسکو مین دکھاؤن سوزش دل

کسکو مین سناؤن درد جانکاہ
کون ایسا مرا ہے اب ہوا خواہ

تنہائی مین کون ہوگا اپنا
کون اپنا بنیگا غم مین غمخوار

غم دل کا کسے سناؤنگا مین
ہمدرد کسے بناؤنگا مین

پہلو مین کسے بٹھاؤنگا مین
سینے سے کسے لگاؤنگا مین

محفل مین سنونگا کسکی آواز
کون اپنا بنیگا یار دمساز

ہے چاک جگر سے زخم بلبل
کون اسکو رفو کریگا اے گل

آنکھون مین کرونگا کس [illegible]
گھر کس سے بساؤنگا مین گلشن

جیتا ہون جو تیرے غم مین [illegible]
اس زندگی پر ہے خاک بیشک

کیون چل دیا مثل جان بدن سے
مارا مجھے کیون غم و محن سے

کیا مجسے یہ بدگمان ہوا تو
مانند پری جو اڑ گیا تو

کافر ہو جو زیست سے ہو خورسند
ہے تیغ اجل کی مجکو سوگند

بیماری سے نیم جان ہون مین بھی
کچھ روز کا مہمان ہون مین بھی

زردی سے مرے فراق مین تن زار
ہو جائیگا صاف زعفران زار

کیا کیا ہوئی مجسے جانفشانی
اے وائے تمھاری قدردانی

واقف تھا مین تیری چلن سے
چل دیگا برنگ روح تن سے

کیونکر میں ہونگا اب وطن میں
گھبرائیگا جی مرا چمن میں

پہلو میں چبھیگا نشتر گل
ہوجائیگی خار چادر گل

القصہ اسی طرح سے کچھ دم
ترڑپا جو تپ الم سے پیہم

وہ ٹھا سودے کا جوش سر میں
تاریک ہوا جہان نظر میں

دل عشق مجاز سے اوٹھایا
معشوق اصلی سے جی لگایا

دل سے گیا عشق لاوبالی
کعبے کو کیا بتوں سے خالی

شمع روشن سے لو لگائی
حاصل ہوئی قلب کی صفائی

تنہائی میں شب کٹیگی کیونکر
کبتک میں گنا کرونگا اختر

وہ بات ہوئی تھی کیا خطا کی
جو رم سے بنا غزال وحشی

گرمی کا ہوا خلل جگر میں
صفرے نے کیا عمل جگر میں

بیخود ہوا جب کہ میں جنون سے
شعلے اوٹھے آتش دروں سے

کھینچا آنکھوں میں سرمۂ نور
دیکھا آنکھوں سے جلوۂ طور

آغاز سے پایا خوش جو انجام
شاہد کا لیا نہ پھر کبھی نام

ای ساقی پر نگاہ وحدت
دی مجکو وہ جام جس سے ہمت

عاشق نہ رہوں کسی حسین کا
مشتاق ہوں شاہد آفرین کا

## ستایش و نیایش حضرت پاک پروردگار کی کہ بفیضان عنایت و کمال عاطفت اوسکی شاہد نظم اس قصہ حال نے حسن انتظام کا پایا اور شامۂ مشکین سے پیرایہ تمامی اس نو دلہا کو سجایا

حمد شکر و سپاس ایزد پاک
قائم کیے جسنے ہفت افلاک

ظاہر کیا کن سے سب جہان کو
پیدا کیا ساری انس جان کو

صحرا میں بہائی سیل دریا
دریا سے اوڑائی ریگ صحرا

ناچیز کا مرتبہ ہو برتر
ہو کوہ گران سے کاہ ہمسر

حاصل ہو گدا کو اوج شاہی
ہم نور قمر ہو داغ ماہی

تھا گرچہ ضیاء عقل سے پاک
رکھتا تھا نہ کچھ فروغ ادراک

الحبیب عجب ہے یہ فسانہ
مدت سے ہے شہرۂ زمانہ

کیا خوب تھا وقت نیک فرجام
ماہ رمضان مبارک ایام

تھا بسکہ سعید ماہ آغاز
نغمہ سے ہوا درست یہ ساز

ذرے کو بنائی مہر انور
چاہے جسے دی عروج برتر

بالا ہو فلک سے رتبۂ خاک
دکھلائی جو اپنی قدرت پاک

دی موج سے جوشش تلاطم
قطرے کو بنائے بحر قلزم

یہ ذرۂ خاکپای عالم
یہ ہیچمدان فدائے عالم

چمکا دیا ہر دیار میں نام
راحت نے بخیر کرے انجام

بارہ سے پر تھے اٹھہ از ا (۱۲۶۸ھ)
جس سن میں پڑی تھی اسکی بنیاد

افزون اٹھارہ سے پہ باون (۱۸۵۲ء)
تھے آخری سال عیسوی سن

ماہ قمری تھا شہر شوال
جلدی ہوا ختم بھی اوسی سال

## التماس مصنف

جو بندہ نواز مہربان ہیں
اس فن کے جہان میں قدردان ہیں

دیکھیں نظر کرم سے ہر دم
ہم لوگ ہیں یادگار عالم

نے پردہ دری کریں خطا کی
بے عیب ہے ذات کبریا کی

بخشش سے کریں معاف اوسکو
جس جا کہیں کچھ خطا ہوئی ہو

ہیں نکلے یہ لعل بے بہا تب
خون ہو گیا فکر سے جگر جب

نیند آئی نہ وہ مہینے دم بھر
راتوں کو برنگ شمع یا گریاں
جب کرتا تھا دل سے جانفشانی
گردون پہ کبھی کبھی زمین پر
ہو جاتی دل اب نشانۂ دل
رنگ اسکا سرور بخش جان ہے
تعداد غنیمت اسمین بھی ہے
راحت سخن خوبی عالی ہمن باطبع رسا
سال تاریخش بگفتا ہاتف از روی ظفر
دین ایک مصرعے تشبیہ غنچہ
چو راحت کرد تضمین غنچہ نو
بگفتا ہاتف از روی بشارت
چو جو ہر نظم راحت دید بے دلچسپ
چو راحت بیان کرد این داستان
ندا داد ہاتف ز روی دہان
چو از موج نسیم طبع راحت
ستا جسد عم فلک نے یہ فسانہ
کہی تاریخ اسکی بروی دل کر
چون درین افسانہ طبع نکتہ سنج

گذرے کئی سال اسکے برابر
رہتا تھا تپ دروں سے سوزان
ملتا تھا نہ شاہد معانی
دیتا تھا خیال شعر چکر
مشکل ہوئی ساری جس سے آسان
ہر شعر مین لطف بوستان ہے

انجم سے لڑا کے دیدۂ تر
رہتا تھا جو صدمۂ جگر کوب
یہ ہوتی تھی دل کو بیقراری
دل کھاتا غذائی ترے خورسند
خوبی سے ہوا قلم گل افشان
جو پڑھ کے اسے مجھ کو کریگا یاد

پیدا کیے آبدار گوہر
بیخوابی سے آنکھ تھی پر آشوب
ہو جاتی تھی رات غم کی بھاری
خوناب جگر تھا شربت قند
کاغذ ہوا تختۂ گلستان
راحت سے رہے مدام آباد
سب شعر ہین پور گزیدہ سے
گفت ز راہ دو غنیمت مثنوی دلکشا
راحت روح عزیز و شاہد زیبا ادا
از صدر مرغوب سال ایجاد
بنظم نوبہاری زینت آگین
نہ ہے تاریخ شد مضمون رنگین
پے سال از نگارستان راحت
برای سر و ہے دل بوستان
گل باغ ارد و نکو سال آن
مکرر خواند دل مجموعۂ عشق
ہوا و نکو نہایت دل سے مرغوب
کہ راحت نے کہی مثنوی خوب
مطلع انوار حرخ نار گفت

## تاریخ نامہ

تاریخ تصنیف لالہ شیام سندر صاحب متخلص بہ سرشار
تاریخ تصنیف لالہ کالکا پرشاد صاحب متخلص بجوش

| بولی دل لطف سے یہ پیارا | ام شاعر ... لقب فلوا |
| --- | --- |

تاریخ تصنیف لالہ کنول نرائن صاحب متخلص بمخدوم بخش اطہر
تاریخ تصنیف منشی جواہر سنگھ لکھنوی متخلص بجوہر

| سرو پاے الم سر بار برید | بمضمون ہائے رنگین جان راحت |
| --- | --- |

تاریخ تصنیف لالہ شنکر پرشاد صاحب متخلص بکمال لوری
تاریخ تصنیف منشی لچھمن پرشاد صاحب برادر زادۂ مصنف

| برای سال تاریخش بماندم | برنگینی شگفت این غنچۂ عشق |
| --- | --- |

تاریخ تصنیف مولوی فرید علی صاحب فلک کاکوروی
تاریخ تصنیف لالہ بھوانی دین صاحب گلشن

| سال تاریخش سروش آسمان | گوہر معنی ز نوک خامہ سفت |
| --- | --- |

تمت

لله الحمد کہ مثنوی غنیمت معروف بہ نگارستان راحت اول مرتبہ نامی پریس لکھنؤ مین ماہ اگست ۹۹ء چھپکر ہدیۂ ناظرین ہوئی